بیس رکعات تراویح سے متعلق

روایات کا جائزہ

از

شیخ کفایت اللہ السنابلی

بیس رکعات تراویح سے متعلق روایات کا جائزہ۔از: شیخ کفایت اللہ السنابلی

بیس رکعات سے متعلق جو روایات پیش کی جاتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

قسم اول: مرفوع روایات۔ قسم ثانی: موقوف روایات۔ قسم ثالث: مقطوع روایات۔

قسم اول: مرفوع روایات

ذخیرہ احادیث میں صرف دو مرفوع روایات ملتی ہیں جن سے بیس رکعات تراویح کی دلیل لی جاتی ہے، ذیل میں ان دونوں مرفوع روایات کا جائزہ پیش خدمت ہے:

پہلی مرفوع روایت

امام ابن أبی شیبۃ رحمہ اللہ المتوفی (235) نے کہا:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ (فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ) عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ

[مصنف ابن أبي شيبة: 2/ 164 رقم7692 ، واخرجه ايضا عبدبن حميد فى ''المنتخب من المسند'' ص: 218 رقم 653 ، و ابن ابى ثابت فى ''الجزء الأول والثاني من حديث ابن أبي ثابت، مخطوط'' 1/ 12 ترقيم جوامع الكلم ، و الطبرانى فى ''المعجم الكبير'' رقم 11/ 393 رقم 12102 وفى ''الاوسط'' 1/ 244 رقم 798 و فيه ايضا 5/ 324 رقم 5440 ، وابن عدى فى ''الكامل في ضعفاء الرجال'' 1/ 391 و ابوالحسن النعالى فى ''حديثه'' رقم33 ترقيم جوامع الكلم ، و البيهقى فى ''السنن الكبرى ''2 / 496 ، و الخطيب فى ''موضح أوهام الجمع والتفريق '' 1/ 387 و '' تاريخ بغداد'' 13/ 501 ، وابن عبدالبر فى ''التمهيد لابن عبد البر: 8/ 115، وعمروبن منده فى ''المنتخب من الفوائد'' 2 /265 ، وابوطاهر ابن ابى الصقر فى ''مشيخة أبي طاهر ابن أبي الصقر'' ص: 86 كلهم من طريق ابى شيبه ابراهيم بن عثمانه والزياده عند ابن عدى و البيهقى اسناده موضوع]۔

یہ حدیث موضوع ہے۔

''ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان'' پر محدثین کی جرح:

اس روایت کی سند میں ایک راوی ''ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان'' ہے جس پر محدثین نے سخت جرحیں کی ہیں، قدرے تفصیل ملاحظہ ہو:

امام شعبۃ بن الحجاج رحمہ اللہ (المتوفی 160) نے کہا: **كذب وَالله**[العلل ومعرفة الرجال 1/ 287 واسناده صحيح]۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی 230) نے کہا: **ضَعِيفُ الْحَدِيثِ**[الطبقات الكبرى لابن سعد6/384] امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی 233) نے کہا: **ليس بثقة**[تاريخ ابن معين - رواية الدارمي: ص:242] امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی 241) نے کہا: **منكر الحديث**[الجرح والتعديل لابن أبي:2/215] امام جوزجانی رحمہ اللہ (المتوفی 259) نے کہا: **أبو شيبة إبراهيم بن عثمان ساقط**[أحوال الرجال للجوزجاني: ص:9] امام أبو زرعۃ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 264) نے کہا: **ضعيف**[الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:2/115]۔ امام أبو حاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 277) نے کہا: **ضعيف الحديث. سكتوا عنه وتركوا حديثه**[الجرح والتعديل لابن أبي حاتم :2/215]	امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے کہا: **سكتوا عَنهُ**[التاريخ الكبير للبخاري:1/310]۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی 365) نے کہا: **ولأبي شيبة أحاديث غير صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره، وَهو ضعيف على ما بينته**[الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي:1/392]۔ امام ترمذی رحمہ اللہ (المتوفی 279) نے کہا: **إبراهيم بن عثمان هو أبو شيبة الواسطي منكر الحديث**[سنن الترمذي ت شاكر3/337]۔ امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی 303) نے کہا: **إِبْرَاهِيم بن عُثْمَان أَبُو شيبَة مَتْرُوك الحَدِيث كُوفِي**[الضعفاء والمتروكون للنسائي :ص:12]۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی 385) نے بھی اسے متروکین میں ذکر کیا ہے: **إبراهيم بن عثمان. أبو شيبه قاضي واسط**[الضعفاء والمتروكين للدارقطني: ص:4]۔	امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی 458) نے کہا: **تفرد به أبو شيبه إبراهيم بن عثمان العبسي الكوفي وهو ضعيف**[السنن الكبرى للبيهقي:2/496] امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی 463) نے کہا: **وليس بالقوي**[التمهيد لابن عبد البر:8/115]۔ امام ابن القیسرانی رحمہ اللہ (المتوفی:507) نے کہا: **وإبراهيم متروك الحديث**[ذخيرة الحفاظ لابن القيسراني:1/548]۔ امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی 676) نے کہا: **وَأَبُو شَيْبَةَ هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ وَكَانَ قَاضِيَ وَاسِطٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ**[شرح النووي على مسلم1/64]۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا: **ترك حديثه**[الكاشف للذهبي:1/219]۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی 807) نے کہا: **وفيه إبراهيم بن عثمان أبو شيبة وهو متروك**[مجمع الزوائد للهيثمي:4/180]۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا: **متروك الحديث**[تقريب التهذيب لابن حجر: رقم215]

www.KitaboSunnat.com

راوی مذکور کی کسی بھی امام نے توثیق یا تعدیل نہیں کی ہے:

راوی مذکور سے متعلق بہت سے ناقدین کی جرحیں ملتی ہیں لیکن ہم نے اوپر صرف ان جروح کو پیش کیا ہے جو اپنے قائلین سے ثابت ہیں، ان ناقدین کے برخلاف کسی ایک بھی ناقد سے راوی مذکور کی توثیق سرے سے منقول ہی نہیں، توثیق تو درکنار اس بدنصیب راوی کی تعدیل بھی کسی امام سے نہیں ملتی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی:911) نے کہا:

مَعَ أَنَّ هَذَيْنِ الْإِمَامَيْنِ الْمُطَّلِعَيْنِ الْحَافِظَيْنِ الْمُسْتَوْعِبَيْنِ حَكَيَا فِيهِ مَا حَكَيَا وَلَمْ يَنْقُلَا عَنْ أَحَدٍ أَنَّهُ وَثَّقَهُ وَلَا بِأَدْنَى مَرَاتِبِ التَّعْدِيلِ [الحاوي للفتاوي 1/414]۔

لیکن کچھ لوگ مغالطہ دینے کے لئے امام ابن عدی اور یزید بن ہارون کا غیر متعلق قول پیش کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس راوی کی تعدیل کی گئی ہے اور یہ دیندار راوی ہے، حالانکہ ان دونوں اماموں نے بھی نہ تو اس راوی کی توثیق کی ہے اور نہ ہی تعدیل، ذیل میں ان اماموں کے کلام کی وضاحت کی جارہی ہے۔

امام ابن عدی کا قول:

امام ابن عدی سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا:

ولأبي شيبة أحاديث (؟) صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/392]۔

عرض ہے کہ:

اولا:

یہ عبارت ''الکامل'' کے جس نسخہ سے نقل کی گئی ہے اس میں اس عبارت کے اندر ناسخ سے ایک لفظ چھوٹ گیا ہے اور وہ ہے ''صالحة'' سے قبل ''غير'' کا لفظ، یعنی اصل عبارت یوں ہے:

ولأبي شيبة أحاديث غير صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/392]۔

یعنی اس عبارت میں ''صالحة'' سے قبل موجود لفظ ''غير'' کی کتابت ایک نسخہ میں ناسخ سے چھوٹ گئی ہے، اس کی دو دلیلیں ہیں:

پہلی دلیل:

''الکامل'' کے کئی مخطوطات میں اس مقام پر لفظ ''غير'' موجود ہے انہیں میں سے وہ مخطوطہ بھی جو دکتور بشار عواد کے زیر مطالعہ تھا جیسا کہ انہوں نے تہذیب الکمال کے حاشیہ میں وضاحت کی ہے ان کے الفاظ آگے آرہے ہیں، اسی طرح تین محققین کی تحقیق سے بیروت سے ''الکامل'' کا جو نسخہ طبع ہوا ہے اس میں بھی متعلقہ عبارت لفظ ''غیر'' کے اثبات کے ساتھ ہے اور محققین نے کل گیارہ (۱۱) مخطوطوں سے اس کتاب کی تحقیق کی ہے لیکن حاشیہ میں اس مقام پر نسخوں کا کوئی اختلاف نہیں بتایا ہے، جس سے معلوم ہوتا کہ ان کے پاس تمام مخطوطوں میں موجود یہ عبارت لفظ ''غیر'' کے اثبات ہی کے ساتھ تھی ورنہ محققین حاشیہ میں نسخوں کا اختلاف ضرور بتلاتے جیسا کہ دیگر مقامات پر انہوں نے نسخوں کے اختلافات کو بتلایا ہے، ذیل میں ہم اس محقق نسخہ کا عکس پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

(٣٩٢) الجزء الأول إبراهيم بن الحكم

ولأبي شيبة أحاديث غير صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره، وهو ضعيف...

٧١/ ٧٢ إبراهيم بن الحكم بن أبان العدني

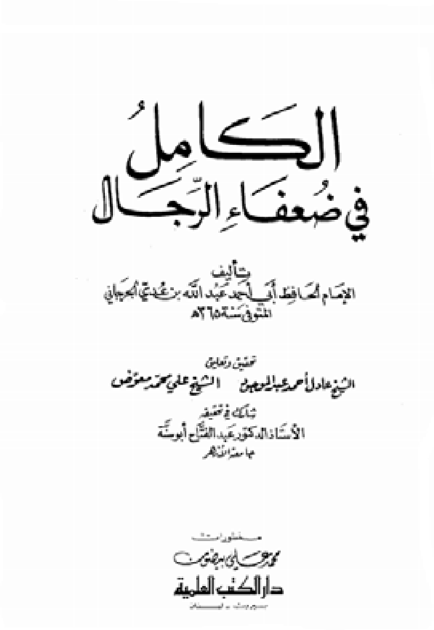

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسری دلیل:

عبارت کا سیاق وسباق بھی اس لفظ "غیر" کے اثبات پر شاہد ہے۔

غور کریں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اس روای کی غیر صالح احادیث پیش کی ہیں اس کے بعد کہا کہ مذکورہ غیر صالح احادیث کے علاوہ بھی اس کی مزید غیر صالح احادیث ہیں، چنانچہ ابن عدی رحمہ اللہ کا پورا کلام یہ ہے:

ولأبي شيبة أحاديث غير صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/ 392]

اس عبارت میں "**غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره**" پر غور کیجئے، یعنی امام ابن عدی فرمارہے ہیں کہ اوپر میں نے اس کی جو چند غیر صالح احادیث پیش کی ہیں اس کے علاوہ بھی اس سے غیر صالح احادیث مروی ہیں۔ یہ سیاق صاف بتلاتا ہے کہ ابن عدی نے راوی مذکور کی جن احادیث کو گنایا ہے اور جن کی طرف اشارہ کیا ہے دونوں کی نوعیت ایک ہی ہے، مزید یہ کہ اس کے فورا بعد اپنے اس فیصلہ کی یہ علت بھی بتلائی ہے کہ:

وهو ضعيف على ما بينته [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/ 392]

یعنی ایسا اس وجہ سے ہے کیونکہ یہ ضعیف راوی ہے۔

دکتور بشار عواد نے بھی مذکورہ دونوں دلائل کی بنیاد پر اپنا یہی موقف پیش کیا ہے کہ اس عبارت میں لفظ "غیر" بھی موجود ہے موصوف تہذیب الکمال کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

الذي في نسختي المصورة من الكامل لابن عدي: غير صالحة" وهو الاصوب فيما أرى لقول ابن عدي قبل هذا بعد أن أورد لابراهيم جملة من الاحاديث غير الصالحة: ولابي شَيْبَة أحاديث غير صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره، وهو ضعيف على ما بينته". والظاهر لنا من المقارنات الكثيرة أن المزي اعتمد رواية أخرى من الكامل لابن عدي غير التي عندي، لكثرة ما أجد من الاختلاف بين الذي في "الكامل" وبين الذي ينقله المزي عنه، وهذا ليس من عادته فهو دقيق في النقل في الاغلب الاعم. [حاشيه رقم ٤ تهذيب الكمال للمزي: 2/ 151]

تهذيب الكمال في أسماء الرجال

للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي

٦٥٤ - ٧٤٢هـ

المجلد الثاني

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

ساعدت جامعة بغداد على نشره

مؤسسة الرسالة

ابن مَعِين قال: حدثنا نوح بن دَرّاج، قال: حدثني إبراهيم بن عُثمان ابن خُوَاستي وهو أبو شَيْبَة جدّ بني(١) أبي شَيْبَة.

وقالَ العَبّاس: سمعت يحيىٰ يقول(٢): قال يزيد بن هارون: ما قضىٰ على الناس رجل - يعني في زمانه - أعدل في قضاءٍ منه، وكان يزيد بن هارون علىٰ كتابته أيام كانَ قاضياً.

وقال أبو أحمد بن عَدِي(٣): له أحاديث صالحة(٤) وهو ضَعِيف علىٰ ما بيَّنْتُه، وهو وإن نَسَبُوه إلى الضَّعْف خيرٌ من إبراهيم بن أبي حَيَّة.

قالَ الهَيْثم بن عَدِيّ(٥): توفي في خلافة هارون.

وقال قَعْنَب بن المُحَرَّر(٦): ماتَ سنة تسع وستين ومئة(٧).

روىٰ له التِّرمذيُّ وابنُ ماجة.

٢١٣ - دق: إبراهيم بن عَطاء بن أبي مَيمونَة البَصْرِيُّ مولىٰ

(١) تحرفت «جد بني» في المطبوع من تاريخ الخطيب الى «حدثني»!

(٢) تاريخ يحيىٰ برواية عباس ٢/ ١٢، وتاريخ الخطيب ٦/ ١١٢

(٣) الكامل: ٢/ الورقة: ٤٨.

(٤) الذي في نسختي المصورة من الكامل لابن عدي: «غير صالحة» وهو الأصوب فيما أرى لقول ابن عدي قبل هذا بعد أن أورد لإبراهيم جملة من الأحاديث غير الصالحة: «ولأبي شيبة أحاديث غير صالحة غير ما ذكرت عن الحكم وعن غيره، وهو ضعيف على ما بيَّنْتُه». والظاهر لنا من المقارنات الكثيرة أن المزي اعتمد رواية أخرى من الكامل لابن عدي غير التي عندي، لكثرة ما أجد من الاختلاف بين الذي في «الكامل» وبين الذي ينقله المزي عنه، وهذا ليس من عادته فهو دقيق في النقل في الأغلب الأعم.

(٥) تاريخ بغداد للخطيب: ٦/ ١١٤.

(٦) نفسه.

(٧) وذكره ابن سعد في الطبقة السادسة من أهل الكوفة وقال: هو ضعيف الحديث (الطبقات: ٦/ ٣٨٤)، وتناوله ابن حبان في (المجروحين: ١/ ١٠٤)، وضعفه ابن الجارود، والدارقطني، وأبو علي الطوسي، وأبو حفص ابن شاهين، وعبد الله بن المبارك، وأبو الفتح الأزدي، وأبو زرعة الرازي (إكمال مغلطاي: ١/ الورقة: ٦٠).

١٥١

www.KitaboSunnat.com

دکتور بشار کی وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مزی رحمہ اللہ کے سامنے بھی وہی مخطوطہ تھا جس میں مذکورہ عبارت ادھوری تھی۔

ثانیا:
اگر اس عبارت ''غیر'' کا اثبات نہ بھی مانیں تب بھی اس عبارت میں راوی مذکور کی نہ توثیق ہے اور نہ ہی تعدیل، اس میں صرف یہ ہے اس کی بعض مرویات صالح ہیں، بس۔ اب اگر کسی راوی نے چند درست باتیں نقل کر دیں تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ راوی معتبر یا دیندار ہے، بخاری کی ایک روایت کے مطابق تو شیطان نے بھی آیۃ الکرسی سے متعلق درست بات کہی، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق بھی کی لیکن ساتھ میں اسے جھوٹا بھی قرار دیا چنانچہ فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ [صحيح البخاري: 3/ 101 رقم 2311]

معلوم ہوا کہ کذاب لوگ بھی کبھی کبھی صحیح بات بیان کر دیتے ہیں لیکن اس سے یہ قطعا ثابت نہیں ہوتا کہ ایسی چند روایت بیان کر کے وہ قابل اعتبار ہو گئے۔

نیز امام ابن عدی رحمہ اللہ مذکورہ کلام کے بعد فورا کہا:

وهو ضعيف على ما بينته [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/ 392]

یہ اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ اسے بہر صورت ضعیف ہی مانتے ہیں، لہٰذا قائل کی منشا کے خلاف اس کے قول کی تشریح کرنا بہت بڑی خیانت ہے۔

یزید بن ہارون کا قول:

امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی 233) نے کہا:

يزيد بن هارون ما قضى على الناس رجل يعني في زمانه أعدل في قضائه منه [تاريخ ابن معين ، رواية الدوري: 3/ 523]

عرض ہے کہ یزید کے اس قول میں محض درست فیصلہ کرنے کی بات ہے اور درست فیصلہ کرنے کے کسی کی دینداری قطعا ثابت نہیں ہوتی، مسلمان تو در کنار کتنے غیر مسلمین ہیں تو درست فیصلے کرتے ہیں تو کیا ان کو دیندار اور متقی مان لیا جائے؟

علامہ نذیر احمد املوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عدل فی القضاء تو بعض غیر مسلموں کا بھی ضرب المثل ہے، نوشیرواں عادل کا نام آپ نے بھی سنا ہوگا، بقول شیخ سعدی مرحوم:

نوشیرواں نہ مرد کہ نام نکو گذاشت (انوار مصابیح: ص ۱۸۱، ۱۸۲)۔

اس کے بعد علامہ رحمہ اللہ نے شریح رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کی ہے حالت کفر میں یہ اتنے درست فیصلے کرتے تھے کہ ابوالحکم سے مشہور ہو گئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے فیصلہ کی تحسین کی لیکن ان کی کنیت تبدیل کر دی (ابوداؤد رقم 4955 واسنادہ صحیح)

اس کے بعد علامہ رحمہ اللہ آگے چل کر لکھتے ہیں:
''سوچنے کی بات ہے کہ جب عدل فی القضاء سے کسی شخص کا مسلمان ہونا لازمی نہیں تو بھلا تدین اور تقوی، حفظ اور ضبط کا وہ مرتبہ جو قبول روایت کے لئے محدثین کے نزدیک معتبر ہے اس کا ثبوت صرف اتنی سی شہادت سے کیسے ہو جائے گا'' (انوار مصابیح: ص ۱۸۱، ۱۸۲)۔
یاد رہے کہ یزید کے اس کے قول کے ناقل ابن معین رحمہ اللہ بکثرت دینداری کے اعتبار سے بھی رواۃ کو ثقہ کہتے رہتے ہیں اور دوسرے مقام پر انہیں رواۃ کی حفظ وضبط کے اعتبار سے تضعیف بھی کرتے ہیں لیکن زیر تذکرہ راوی کو ابن معین رحمہ اللہ نے صرف ضعیف کہا اور کسی بھی موقع پر اسے ثقہ نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ ابن معین رحمہ اللہ کی نظر میں بھی یزید کے اس قول سے زیر تذکرہ راوی کی دینداری ثابت نہیں ہوتی۔

اس روایت کے مردود ہونے پر اجماع ہے:

بیس رکعات والی یہ روایت محدثین کے یہاں بالاتفاق مردود یعنی ناقابل قبول ہے البتہ اسے رد کرتے ہوئے کسی نے ضعیف کہا، کسی نے سخت ضعیف کہا، کسی نے منکر کہا، کسی نے معلول کہا تو کسی نے موضوع کہا لیکن بہرحال اسے مردود قرار دینے پر تمام کے تمام محدثین متفق ہیں، ذیل میں ہم چند محدثین کی تصریحات پیش کرتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث مذکور کی تضعیف کرنے والے محدثین:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی 458) نے کہا:

تفرد به أبو شيبة إبراهيم بن عثمان العبسي الكوفي وهو ضعيف [السنن الكبرى للبيهقي: 2/ 496]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی 463) نے کہا:

وسلم أنه كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر إلا أنه حديث يدور على أبي شيبة إبراهيم بن عثمان جد بني أبي شيبة وليس بالقوي [التمهيد لابن عبد البر: 8/ 115]

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا:

ومن مناكير أبي شيبة ما روى البغوي، أنبأنا منصور بن أبي مزاحم، أنبأنا أبو شيبة، عن الحكم، عن مقسم، عن ابن عباس: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعة والوتر. [ميزان الاعتدال للذهبي: 1/ 48]

امام ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی 807) نے کہا:

عن ابن عباس قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر. رواه الطبراني في الكبير والأوسط وفيه أبو شيبة إبراهيم وهو ضعيف. [مجمع الزوائد للهيثمي: 3/ 224]

امام بوصیری رحمہ اللہ (المتوفی 840):

وَمَدَارُ أَسَانِيدِهِمْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَمَعَ ضَعْفِهِ مُخَالِفٌ لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عشرة ركعة منها ركعتي الفجر. [إتحاف الخيرة المهرة للبوصيري: 2/ 384]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

وأما ما رواه ابن أبي شيبة من حديث بن عباس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر فإسناده ضعيف وقد عارضه حديث عائشة هذا الذي في الصحيحين مع كونها أعلم بحال النبي صلى الله عليه وسلم ليلا من غيرها [فتح الباري لابن حجر: 4/ 254]

أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی (المتوفی: 974) نے کہا:

وَأَمَّا مَا وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ. وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةُ (فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ) فَهُوَ شَدِيدُ الضَّعْفِ اشْتَدَّ كَلَامُ الْأَئِمَّةِ فِي أَحَدِ رُوَاتِهِ تَجْرِيحًا وَذَمًّا [الفتاوى الفقهية الكبرى: 1/ 194]

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی: 911):

هَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ جِدًّا لَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ [الحاوي للفتاوي 1/ 413]

حدیث مذکور کی تضعیف کرنے والے حنفی اکابرین:

حنفیوں کے امام زیلعی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی 762) نے کہا:

وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ، جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ، وَلَيَّنَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي "الْكَامِلِ"، ثُمَّ إنَّهُ مُخَالِفٌ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟، قَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً [نصب الراية للزيلعي: 2/ 153]

حنفیوں کے علامہ عینی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی 855) نے کہا:

كذبه شعبة وضعفه احمد وابن معين والبخاری والنسائی وغيرهم واورد له ابن عدی هذا الحديث فی الكامل فی مناكيره [عمدۃ القاری: ج ١١ ص ١٨٢].

تنبیہ:

یاد رہے کہ مکتبہ شاملہ میں عمدۃ القاری کا جو نسخہ ہے اس میں اتفاق سے وہ صفحات غائب ہیں، جن میں علامہ عینی رحمہ اللہ کا مذکورہ کلام موجود ہے اس لئے ہم ذیل میں عمدۃ القاری کے مطبوعہ نسخہ سے متعلقہ صفحات کا عکس پیش کر رہے ہیں: (عکس اگلے صفحہ پر دیکھیں)

حنفیوں کے امام ابن الہمام الحنفی (المتوفی 861) نے کہا:

وَأَمَّا مَا رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَالطَّبَرَانِيُّ وَعِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ «أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ» فَضَعِيفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ مَعَ مُخَالَفَتِهِ لِلصَّحِيحِ. [فتح القدير للكمال ابن الهمام: 1/ 467]

دیوبندیوں کے علامہ انور شاہ رحمہ اللہ (المتوفی 1353) کہتے ہیں:

وأما النبي - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم - فصح عنه ثمان ركعات، وأما عشرون ركعة فهو عنه بسند ضعيف وعلى ضعفه اتفاق [العرف الشذي للكشميري: 2/ 208]

یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعات والی روایت صحیح ہے رہی بیس رکعات والی روایت تو وہ ضعیف سند سے منقول ہے اور اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

ابوالطیب محمد بن عبدالقادر سندی حنفی نے کہا:

وورد عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فى رمضان عشرين ركعة والوتر، رواه ابن ابى شيبة واسناده ضعيف وقد عارضه حديث عائشة هذا وهو فى الصحيحين فلا تقوم به الحجة [شرح الترمذی: ج ١ ص ٤٢٣]

مولانا محمد زکریا فضائل اعمال والے کہتے ہیں:

لا شك ان تحديد التراويح فى عشرين ركعة لم يثبت مرفوعا عن النبى صلى الله عليه وسلم بطريق صحيح على اصول المحدثين وما ورد فيه من رواية ابن عباس فمتكلم فيها على اصولهم [اوجز المسالک ج ١ ص ٣٩٧]

حنفیوں کے علامہ حبیب الرحمان اعظمی کہتے ہیں:

بہرحال ہم کو اتنا تسلیم ہے کہ ابراہیم ضعیف راوی ہے اور اس کی وجہ سے یہ حدیث بھی ضعیف ہے [رکعات تراویح: ص ٥٩، بحوالہ انوار مصابیح: ص ١٧٣]۔

عبدالشکور لکھنوی نے کہا:

اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے، اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی ــــــــــــــــــــــــــ [علم الفقہ: ص ١٩٨]۔

یعنی عبدالشکور صاحب کو اعتراف ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدۃ القاری کے صفحات کا عکس:

عُمدة القاري
شرح
صحيح البخاري
تأليف
الإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني
المتوفى سنة ٨٥٥ هـ
ضبطه وصححه
عبد الله محمود محمد عمر
الجزء الحادي عشر
دار الكتب العلمية

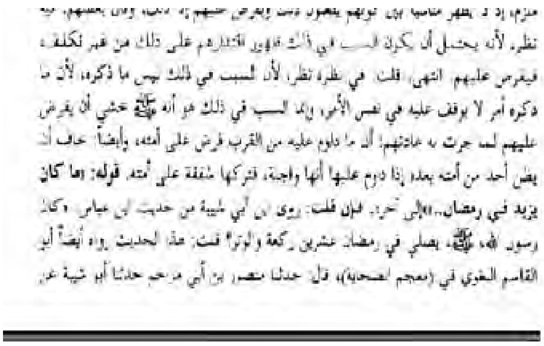
نظر، لأنه يحتمل أن يكون السبب في ذلك ... على ذلك من غير تكلف
فيفرض عليهم. انتهى. قلت: في نظره نظر، لأن السبب في ذلك ليس ما ذكره، لأن ما
ذكره أمر لا يوقف عليه في نفس الأمر، وإنما السبب في ذلك هو أنه ﷺ خشي أن يفرض
عليهم لما جرت به عادتهم: أن ما داوم عليه من القرب فرض على أمته، وأيضاً خاف أن
يظن أحد من أمته بعده إذا دوم عليها أنها واجبة، فتركها شفقة على أمته. قوله: «ما كان
يزيد في رمضان...» إلى آخره. فإن قلت: روى ابن أبي شيبة من حديث ابن عباس «كان
رسول الله ﷺ، يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر؟» قلت: هذا الحديث رواه أيضاً أبو
القاسم البغوي في (معجم الصحابة)، قال: حدثنا منصور بن أبي مزاحم حدثنا أبو شيبة عن

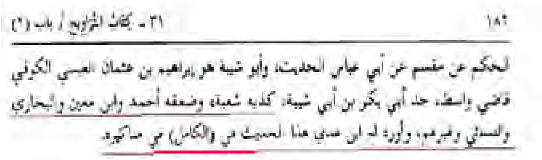
١٨٢ — ٣١ - كتاب التراويح / باب (١)
الحكم عن مقسم عن ابن عباس الحديث، وأبو شيبة هو إبراهيم بن عثمان العبسي الكوفي
قاضي واسط، جد أبي بكر بن أبي شيبة: كذبه شعبة، وضعفه أحمد وابن معين والبخاري
والنسائي وغيرهم، وأورد له ابن عدي هذا الحديث في (الكامل) في مناكيره.

غلام حبیب دیوبندی لکھتے ہیں:

ولکنهما ضعیفان [ضیاء المصابیح فی مسئلة التراویح:ص٥]

موصوف نے یہ بات بیس والی روایت کو دو کتابوں سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

حدیث مذکور صحیح حدیث کے خلاف اور بالاتفاق مردود ہے:

بعض لوگ بے بسی میں یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ حدیث مذکور ضعیف ہے لیکن پھر کہتے ہیں کہ اسے تلقی بالقبول حاصل ہے اس لئے یہ حدیث ضعیف ہونے کے باوجود مقبول ہے۔
عرض ہے کہ یہ دعویٰ سراسر جھوٹ ہے کہ اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس حدیث کو امت نے قبول کرنے کے بجائے صحیح حدیث کے خلاف بتلا کر رد کر دیا ہے

ملاحظہ ہوں چند حوالے:

امام بوصیری رحمہ اللہ (المتوفی 840) نے کہا: **وَمَدَارُ أَسَانِيدِهِمْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَمَعَ ضَعْفِهِ مُخَالِفٌ لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً منها ركعتي الْفَجْرِ.** [إتحاف الخيرة المهرة للبوصيري: 2/ 384] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا: **وأما ما رواه ابن أبي شيبة من حديث بن عباس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر فإسناده ضعيف وقد عارضه حديث عائشة هذا الذي في الصحيحين مع كونها أعلم بحال النبي صلى الله عليه وسلم ليلا من غيرها** [فتح الباري لابن حجر: 4/ 254] امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی:911) نے کہا: **مَعَ تَصْرِيحِ الْحَافِظِينَ الْمَذْكُورِينَ نَقْلًا عَنِ الْحُفَّاظِ بِأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ مِمَّا أُنْكِرَ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ كِفَايَةٌ فِي رَدِّهِ، وَهَذَا أَحَدُ الْوُجُوهِ الْمَرْدُودِ بِهَا.** [الحاوي للفتاوي: 1/ 414]	حنفیوں کے امام زیلعی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی 762) نے کہا: **وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ، جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ، وَلَيَّنَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي "الْكَامِلِ"، ثُمَّ إنَّهُ مُخَالِفٌ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟، قَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً** [نصب الراية للزيلعي: 2/ 153] حنفیوں کے امام ابن الہمام الحنفی (المتوفی 861) نے کہا: **وَأَمَّا مَا رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَالطَّبَرَانِيِّ وَعِنْدَ الْبَيْهَقِيّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ «أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ» فَضَعِيفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ مَعَ مُخَالَفَتِهِ لِلصَّحِيحِ.** [فتح القدير للكمال ابن الهمام:1/ 467] ابوالطیب محمد بن عبدالقادر سندی حنفی نے کہا: **وورد عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فی رمضان عشرين ركعة والوتر, رواه ابن ابی شیبة واسناده ضعيف وقد عارضه حديث عائشة هذا وهو فی الصحيحين فلا تقوم به الحجة** [شرح الترمذی: ج ١ ص ٤٢٣]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیث مذکور موضوع ہے:

مذکورہ حدیث کے مردود ہونے پر تو اہل علم کا اتفاق ہے لیکن یہ حدیث مردود ہونے میں کس درجہ کی ہے اس بابت اہل فن کے اقوال مختلف ہیں کسی نے اسے ضعیف کہا تو کسی نے ضعیف جدا کہا تو کسی نے معلول کہا تو کسی نے منکر کہا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے موضوع کہا اور یہی آخری بات ہی راجح ہے، کیونکہ اس کی سند میں ''**ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان**'' نامی جھوٹا راوی موجود ہے۔

امام شعبۃ بن الحجاج رحمہ اللہ (المتوفی 160) نے کہا:

کذب وَاللہ [العلل ومعرفة الرجال 1/ 287 واسناده صحيح]

حنفیوں کے علامہ عینی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی 855) نے امام شعبہ کی اس جرح کو برضاء ورغبت نقل کرتے ہوئے کہا:

کذبہ شعبة وضعفہ احمد وابن معین والبخاری والنسائی وغیرھم واوردلہ ابن عدی ھذاالحدیث فی الکامل فی مناکیرہ [عمدۃ القاری: ج ۱۱ ص ۱۸۲]

امام سیوطی رحمہ اللہ نے بھی امام شعبہ رحمہ اللہ کی اس جرح کو برضاء وتسلیم نقل کرتے ہوئے کہا:

وَمَنْ يُكَذِّبُهُ مِثْلُ شُعْبَةَ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى حَدِيثِهِ [الحاوي للفتاوي 1/ 414]

امام شعبہ رحمہ اللہ کی تکذیب ابراہیم بن عثمان سے متعلق دو شبہات کا ازالہ:

پہلا شبہ:

کہا جاتا ہے کہ امام شعبہ رحمہ اللہ نے ابراہیم بن عثمان کو جوجھوٹا کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ابراہیم بن عثمان نے الحکم سے یہ روایت بیان کی کہ جنگ صفین میں ستر بدری صحابہ نے شرکت کی، لیکن امام شعبہ رحمہ اللہ نے خود الحکم سے اس موضوع پر مذاکرہ کیا تو الحکم کے ساتھ اس مذکرہ میں خزیمہ بن ثابت کے علاوہ کسی اور کی شرکت معلوم نہ ہوسکی۔ حالانکہ یہ معروف بات ہے کہ جنگ صفین میں متعدد صحابہ نے شرکت کی۔
اسی لئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

قلت: سبحان الله، أما شهدها على! أما شهدها عمار. [ميزان الاعتدال للذهبي: 1/ 47]

عرض ہے جنگ صفین میں کتنے لوگ شریک تھے اصل مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ الحکم نے کتنی تعداد بتلائی ہے۔

امام عبداللہ بن أحمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی: 290) نے کہا:

حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا أُمَيَّة بن خَالِد قَالَ قلت لشعبة أَن أَبَا شيبَة حَدثنَا عَن الحكم عَن عبد الرَّحْمَن بن أبي ليلى أَنه قَالَ شهد صفّين من أهل بدر سَبْعُونَ رجلا قَالَ كذب وَالله لقد ذاكرت الحكم ذَاك وَذَكَرْنَاهُ فِي بَيته فَمَا وجدنَا شهد صفّين أحد من أهل بدر غير خُزَيْمَة بن ثَابت [العلل ومعرفة الرجال لأحمد رواية ابنه عبد الله 1/ 287 واسناده صحيح]

یعنی ابراہیم بن عثمان نے الحکم کے حوالہ سے ستر کی تعداد بتلائی لیکن امام شعبہ نے الحکم سے مذاکرہ کیا تو الحکم کو صرف ایک ہی صحابی کے شرکت کی بات معلوم تھی۔
یعنی امام شعبہ رحمہ اللہ نے ابراہیم بن عثمان کو اصحاب صفین کی تعداد نقل کرنے میں جھوٹا نہیں کہا، بلکہ یہ تعداد الحکم کے حوالہ سے نقل کرنے پر جھوٹا کہا کیونکہ الحکم کو اس تعداد کا علم ہی نہیں تھا۔
اس سے ثابت ہوا کہ ابراہم بن عثمان نے الحکم پر جھوٹ بولا۔

رہا امام ذہبی رحمہ اللہ کا اظہار تعجب تو محض الحکم کی معلومات پر ہے، یعنی امام ذہبی رحمہ اللہ اس بات حیرت کا اظہار کررہے ہیں کہ الحکم کو اصحاب صفین میں سے صرف ایک ہی نام کا علم کیسے رہا جبکہ اور لوگ بھی اس میں شریک تھے، یعنی امام ذہبی رحمہ اللہ کا اظہار تعجب الحکم کی معلومات پر ہے نہ کہ ابراہیم بن عثمان کو جھوٹا کہے جانے پر، ایسی صورت میں امام ذہبی رحمہ اللہ کا یہ اظہار تعجب تو ابراہم بن عثمان کے کذاب ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جس شخص کو صرف ایک صحابی کی شرکت معلوم ہو، عین اسی شخص سے ستر صحابہ کی شرکت نقل کرنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مذاکرہ میں الحکم نے یہ تونہیں کہا کہ میں نے ابراہیم سے یہ تعداد نہیں بیان کی۔
تو عرض ہے کہ مذکرہ میں الحکم کے سامنے اس بات کا تذکرہ ہی کہاں ہوا کہ ان کے حوالے سے ابراہیم بن عثمان ستر صحابہ کی شرکت بیان کررہا ہے، مذاکرہ تو اس بات پر تھا کہ جنگ صفین میں کتنے بدری صحابہ نے شرکت کی، اور اس مذکرہ میں خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور نام سامنے نہ آسکا، تو اسی بات کو امام شعبہ رحمہ اللہ نے دلیل بنایا ہے کہ جب الحکم کو صرف ایک ہی صحابی کا نام معلوم تھا تو انہی کے حوالہ سے ابراہیم بن عثمان نے ستر صحابہ کا نام کیسے بتادیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابراہیم بن عثمان نے الحکم پر جھوٹ بولا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: **علامہ نذیر احمد الاملوی رحمہ اللہ کی کتاب انوار المصابیح ص ۱۷۳، ۱۷۶۔**

دوسرا شبہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کذب کا اطلاق غلطی پر بھی ہوتا ہے لہٰذا امام شعبہ نے جو کذب کی بات کہی ہے وہ غلطی کرنے کے معنی میں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عرض ہے کہ:

اول: تو یہ دعوی بلا دلیل ہے کہ ابراہیم بن عثمان کو کثیر الغلط کے معنی میں کذاب کہا گیا ہے، کیونکہ مطلقا جب کسی کے کذب کی بات کہی جائے تو حقیقی معنی ہی مراد ہوگا الا یہ کہ کوئی قرینہ مل جائے، اور یہاں کوئی قرینہ نہیں۔

دوم: امام شعبہ رحمہ اللہ کے دیگر اقوال اس بات پر زبردست شاہد ہیں کہ انہوں نے ابراہیم بن عثمان کو حقیقی معنوں میں جھوٹا قرار دیا ہے۔

چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی 463) نے کہا:

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق, أخبرنا جعفر بن محمد بن نصير الخالدي, حدثنا محمد بن عبد الله بن سليمان الحضرمي, حدثنا محمد بن موسى, حدثنا المثنى - هو ابن معاذ - حدثنا أبي قال: كتبت إلى شعبة - وهو ببغداد - أسأله عن أبي شيبة القاضي أروي عنه؟ قال: فكتب إلي: لا تروعنه فإنه رجل مذموم, وإذا قرأت كتابي فمزقه. [تاريخ بغداد: 6/ 110 واسناده صحيح واخرجه ايضا ابن حبان فى المجروحين: 1/ 104 من طريق المثنى به]

امام شعبہ رحمہ اللہ کے اس قول میں غور کیجئے اس میں امام شعبہ، ابراہیم کو برا آدمی کہہ رہے ہیں، غور کریں کہ اگر امام شعبہ کی نظر میں ابراہیم بن عثمان دیندار شخص ہوتا اور اس کے تعلق سے امام شعبہ نے کذب، غلطی کے معنی میں استعمال کیا ہوتا تو اسے ''رجل مذموم'' برا آدمی نہ کہتے۔ معلوم ہوا کہ امام شعبہ رحمہ اللہ نے حقیقی معنی میں کذب کا اطلاق کیا ہے۔

یاد رہے کہ کچھ لوگ ابراہیم بن عثمان کے دفاع میں امام ابن عدی اور یزید بن ہارون کا قول بھی پیش کرتے ہیں، اس کی پوری وضاحت اوپر کی جا چکی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس روایت میں موجود ابوشیبہ، ابراہم بن عثمان نامی راوی پر جھوٹ بولنے کی جرح ہے اور اس کا جھوٹ بولنا ثابت بھی ہے لہٰذا اس کی بیان کردہ یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری مرفوع روایت

أبوالقاسم حمزۃ بن یوسف بن إبراہیم السہمی القرشی الجرجانی (المتوفی 427) نے کہا:

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَصْرِيُّ الشَّيْخُ الصَّالِحُ رَحِمَهُ اللهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحناز عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ النبي صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسُ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ. [تاريخ جرجان (ص: 317)].

یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعات تراویح اور ایک رکعات وتر پڑھائی۔

یہ روایت موضوع ومن گھڑت ہے اس میں درج ذیل علتیں ہیں۔

پہلی علت: عبدالرحمن بن عطاء بن أبي لبيبة

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے کہا:

فيه نظر [التاريخ الكبير للبخاري: 5/ 336]

امام أبوزرعۃ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 264) نے کہا:

عبدالرحمن بن عطاء [الضعفاء لأبي زرعه الرازي: 2/ 633]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی:463) نے کہا:

ممن لا يحتج به فيما ينفرد به فكيف فيما خالفه فيه من هو أثبت منه [الاستذكار 4/ 83] نیز کہا:

ليس عندهم بذلك وترك مالك الرواية عنه وهو جاره وحسبك بهذا [التمهيد لابن عبد البر: 17/ 228]

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی 597) نے کہا:

أدخله البخاري في الضعفاء وقال الرازي يحول من هناك [الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي: 2/ 97]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

صدوق فيه لين [تقريب التهذيب لابن حجر: رقم 3953]

تحریر التقریب کے مؤلفین (دکتور بشار عواد اور شعیب ارنؤوط) نے کہا:

ضعيف يعتبر به [تحرير التقريب: رقم3953]

دوسری علت: عمر بن هارون

امام عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ (المتوفی 198) نے کہا:

لَمْ تكن لَهُ قيمة عندي [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 6/ 57 وإسناده صحيح]

امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی 230) نے کہا:

تَرَكُوا حَدِيثَه [الطبقات الكبير لابن سعد: 9/ 378]

امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی 233) نے کہا:

عمر بن هارون كذاب [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 6/ 141 وإسناده صحيح]

امام ابن حبان نے ابن معین کی تائید کرتے ہوئے کہا:

والمناكير في روايته تدل على صحة ما قال يحيى بن معين فيه [المجروحين لابن حبان: 2/ 91]

امام صالح بن محمد جزرۃ رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔

كان كذابا [تاريخ بغداد للخطيب البغدادي: 13/ 15 وإسناده ضعيف]

۔امام ابن المبارک رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔

هو كذاب [تاريخ بغداد للخطيب البغدادي: 13/ 15وإسناده ضعيف]

نوٹ: امام صالح بن محمد اور ابن مبارک رحمہا اللہ کے اقوال کی سند ضعیف ہے لیکن ابن معین رحمہ اللہ کا قول بسند صحیح ثابت ہے اور ابن حبان نے بھی ان کی تائید کی ہے۔

امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی 241) نے کہا:

لا أروى عنه شيئا [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 6/ 141]

امام جوزجانی رحمہ اللہ (المتوفی 259) نے کہا:

عمر بن هارون: لم يقنع الناس بحديثه [أحوال الرجال للجوزجاني: ص: 355]

امام عجلی رحمہ اللہ (المتوفی:261) نے کہا:

عمر بن هارون بن يزيد الثقفي ضعيف [تاريخ الثقات للعجلي: 2/ 171]

امام أبوزرعۃ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 264) نے کہا:

الناس تركوا حديثه [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 6/ 141]

امام أبوحاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 277) نے کہا:

ضعيف الحديث [الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم: 6/141]۔

امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی 303) نے کہا:

عمر بن هَارُون الْبَلْخِي مَتْرُوك الحَدِيث بَصرِي [الضعفاء والمتروكون للنسائي: ص: 84]

امام عقیلی رحمہ اللہ (المتوفی 322) نے کہا:

عمر بن هارون البلخي [الضعفاء الكبير للعقيلي: 3/ 194]

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی 354) نے کہا:

كان ممن يروي عن الثقات المعضلات ويدعي شيوخا لم يرهم [المجروحين لابن حبان: 2/ 90]

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی 385) نے کہا:

عمر بن هارون البلخي، ضعيف [كتاب الضعفاء والمتروكين للدارقطني: ص: 16]

امام أبونعیم رحمہ اللہ (المتوفی 430) نے کہا:

عمر بن هَارُون الْبَلْخِي عَن ابن جريج وَالْأَوْزَاعِي وَشعْبَة الْمَنَاكِير لَا شَيْء [الضعفاء لأبي نعيم: ص: 113]

امام ابن القیسرانی رحمہ اللہ (المتوفی:507) نے کہا:

عمر بن هارون البخلي ليس بشيء في الحديث [معرفة التذكرة لابن القيسراني: ص: 176]

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا:

واه اتهمه بعضهم [الكاشف للذهبي: 2/ 70]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

متروك وكان حافظا [تقريب التهذيب لابن حجر: رقم 4979]

تیسری علت: محمد بن حميد الرازی

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے کہا:

فِيهِ نَظَر [التاريخ الكبير للبخاري: 1/ 69]

امام جوزجانی رحمہ اللہ (المتوفی 259) نے کہا:

محمد بن حميد الرازي: كان رديء المذهب، غير ثقة. [أحوال الرجال للجوزجاني: ص: 350]

أبوحاتم محمد بن إدریس الرازی، (المتوفی 277) نے کہا:

هذا كذاب [الضعفاء لأبي زرعه الرازي: 2/ 739]

امام عقیلی رحمہ اللہ (المتوفی 322) نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا:

محمد بن حميد الرازي۔۔۔ [الضعفاء الكبير للعقيلي: 4/ 61]

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی 354) نے کہا:

كان ممن ينفرد عن الثقات بالأشياء المقلوبات [المجروحين لابن حبان: 2/ 303]

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا:

وثقه جماعة والاولى تركه [الكاشف للذهبي: 2/ 166]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

محمد بن حميد بن حيان الرازي حافظ ضعيف [تقريب التهذيب لابن حجر: رقم 5834]

خان بادشاہ بن چاندی گل دیوبندی لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ کذاب اور اکذب اور منکر الحدیث ہے۔ [القول المبين في اثبات التراويح العشرين والرد على الالباني المسكين: ص٣٣٤].

نیز دیکھئے رسول اکرم کا طریقہ نماز از مفتی جمیل صفحہ ۳۰۱۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت موضوع ومن گھڑت ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت:

جابر رضی اللہ عنہ سے منقول مذکورہ روایت موضوع ومن گھڑت ہونے کے ساتھ ساتھ، جابر رضی اللہ عنہ ہی سے منقول صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے، کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ نے بسند صحیح منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح پڑھائی، چنانچہ:

امام بن خزیمۃ رحمہ اللہ (المتوفی 311) نے کہا:

نا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، نا مَالِكٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، نا يَعْقُوبُ، ح وَثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعِجْلِيُّ، نا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، نا يَعْقُوبُ وهو ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا، فَلَمْ نَزَلْ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَصْبَحْنَا، فَدَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْنَا فَتُصَلِّيَ بِنَا، فَقَالَ: «كَرِهْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ» [صحيح ابن خزيمة 2/ 138 رقم 1070]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات تراویح اور وتر پڑھائی پھر اگلی بار ہم مسجد میں جمع ہوئے اور یہ امید کی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (امامت کے لئے) آئیں گے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں امید تھی کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے اور امامت کرائیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خدشہ ہوا کہ وتر تم پر فرض نہ کردی جائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم ثانی: موقوف روایات

بیس رکعات تراویح سے متعلق پیش کردہ احادیث کی دوسری قسم موقوف روایات ہیں، یعنی وہ روایات جو صرف صحابہ کی طرف منسوب ہیں، یہ کل پانچ صحابہ کرام ہیں

1. عمر بن الخطاب رضی اللہ پر موقوف روایت۔
2. علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت۔
3. عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت۔
4. ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ پر موقوف روایات۔
5. عبدالرحمن بن أبی بکرۃ رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت۔

پہلی موقوف روایت

(عمر بن الخطاب رضی اللہ پر موقوف)

یہ روایت تین طرق سے مروی ہے:

پہلا طریق: از ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

امام ضیاء المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی 643) نے کہا:

أخبرنا أبو عبدالله محمود بن أحمد بن عبدالرحمن الثقفي بأصبهان أن سعيد بن أبي الرجاء الصيرفي أخبرهم قراءة عليه أنا عبدالواحد بن أحمد البقال أنا عبيدالله بن يعقوب بن إسحاق أنا جدي إسحاق بن إبراهيم بن محمد بن جميل أنا أحمد بن منيع أنا الحسن بن موسى أنا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان فقال إن الناس يصومون النهار ولا يحسنون أن (يقرؤا) فلو قرأت القرآن عليهم بالليل فقال يا أمير المؤمنين هذا (شيء) لم يكن فقال قد علمت ولكنه أحسن فصلى بهم عشرين ركعة [الأحاديث المختارة للضياء المقدسي 2/ 86]

یہ روایات ضعیف ہے، سند میں موجود ابوجعفر الرازی سی الحفظ ہے۔

امام أبوزرعۃ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 264) نے کہا:

شيخ يهم كثيرا [الضعفاء لابي زرعه الرازي: 2/ 443]

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی 354) نے کہا:

كان ممن ينفرد بالمناكير عن المشاهير لا يعجبني الاحتجاج بخبره إلا فيما وافق الثقات [المجروحين لابن حبان: 2/ 120]

تنبیہ بلیغ:

امام أبوداؤد رحمہ اللہ (المتوفی 275) نے کہا:

حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، «فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ أَبَقَ أُبَيٌّ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الَّذِي ذُكِرَ فِي الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَهَذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضَعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ» [سنن أبي داود: 1/ 454 رقم 1429]

اس روایت میں بیس رات کا ذکر ہے لیکن کچھ لوگوں نے اس میں تحریف کرکے اسے بیس رکعات بنالیا، لیکن بہرصورت یہ روایت ضعیف ہی ہے کیونکہ حسن بصری کی ملاقات عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نہیں نیز وہ مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ (المتوفی 855) نے کہا:

أن فيه انقطاعًا، فإن الحسن لم يدرك عمر بن الخطاب [شرح أبي داود للعيني 5/ 343]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرا طریق: از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ

اس طریق سے تین لوگوں نے روایت کیا ہے:

پہلی روایت: از حارث بن عبدالرحمان:

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (المتوفی 211) نے کہا:

عَنِ الْأَسْلَمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «كُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِيَامِ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ، وَقَدْ دَنَا فُرُوعُ الْفَجْرِ، وَكَانَ الْقِيَامُ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ رَكْعَةً» [مصنف عبد الرزاق: 4/ 261]

یہ روایت موضوع ہے اس میں کئی علتیں ہیں

پہلی علت: الحارث بن عبد الرحمن بن عبد الله بن سعد بن أبي ذُباب	دوسری علت: إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى الاسلمی	تیسری علت:
موصوف گرچہ صدوق ہیں لیکن یہ منکر روایات بیان کرتے ہیں: امام أبوحاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 277) نے کہا: يروی عنه الدراوردي أحاديث منكرة وليس بذاك بالقوي [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 3/ 79] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا: صدوق يهم [تقريب التهذيب لابن حجر: 1/ 67]	امام یحیی بن سعید رحمہ اللہ (المتوفی 198) نے کہا: كنا نتهمه بالكذب [ضعفاء العقيلي: 1/ 63 واسناده صحيح] امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی 233) نے کہا: إبراهيم بن أبي يحيى ليس بثقة كذاب [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 2/ 126] امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (المتوفی 234) نے کہا: ابراهيم بن أبي يحيى كَذّاب [سؤالات ابن أبي شيبة لابن المديني: ص: 124] امام أبوحاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 277) نے کہا: إبراهيم بن أبي يحيى كذاب متروك الحديث [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 2/ 126] یہ صرف وہ ثابت اقوال ہیں جن میں اہل فن نے راوی مذکور کو کذاب کہا ہے، اس کے علاوہ جو شدید جرحیں اس پر ہوئی ہیں اس کے لئے تہذیب اور عام کتب رجال کی طرف مراجعت کی جائے۔	عبدالرزاق رحمہ اللہ مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔ موصوف مدلس ہیں، دیکھئے: تعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس لابن حجر: ص 34 نیز ملاحظہ ہو: الضعفا للعقیلی: ج ۳ ص ۱۱۰۔ ذہبی عصر علامہ معلمی رحمہ اللہ نے بھی ان کے تدلیس کی وجہ سے بعض روایات پر کلام کیا ہے، دیکھئے: الفوائد المجموع ص: 347 خلاصہ کلام یہ کہ یہ روایت حارث بن عبدالرحمن بن أبی ذُباب کی وجہ سے موضوع ومن گھڑت ہے لہٰذا اس کذاب کی روایت کو بنیاد بنا کر بخاری ومسلم کے ثقہ راوی محمد بن یوسف کی تغلیط کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

فائدہ:

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''صلاۃ التراویح'' ص: ۵۲ پر صرف اسی ایک ہی علت کی بنا پر اس روایت کو ضعیف کہا ہے کیونکہ موصوف کو اس روایت کی پوری سند نہ مل سکی تھی، دراصل علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو علامہ عینی کی کتاب ''عمدۃ القاری'' سے نقل کیا تھا اور علامہ عینی نے اسے علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے نقل کیا، اور عمدۃ القاری میں مکمل سند منقول نہ تھی اس لئے علامہ البانی رحمہ اللہ پوری سند سے آگاہ نہ ہوسکے لیکن موصوف نے سند کے بقیہ حصہ کے بارے میں بھی شک ظاہر کرتے ہوئے کہا:

على أننا لا ندري إذا كان السند بذلك إليه صحيحا فليس كتاب ابن عبد البر في متناول يدنا لنرجع إليه فننظر في سائر سنده إن كان ساقه

یعنی: ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ حارث بن عبدالرحمن تک بقیہ سند صحیح ہے، کیونکہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی کتاب تک ہماری رسائی نہیں ہے کہ ہم اس کی طرف رجوع کریں اور ساری سند دیکھ سکیں بشرطیکہ ابن عبدالبر نے پوری سند ذکر کی ہو [صلاة التراويح للالباني: ص : ٥٢]

لیکن حقیت یہ ہے کہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی پوری سند ذکر نہیں کی ہے ملاحظہ ہوں ابن عبدالبر کی کتاب کے الفاظ:

وروى الحارث بن عبد الرحمن بن أبي ذباب عن السائب بن يزيد قال كنا ننصرف من القيام على عهد عمر [الاستذكار لابن عبد البر: 69/2]

عرض ہے کہ ہمارے سامنے اس کی پوری سند ہے اور سند کے جس حصہ سے علامہ البانی رحمہ اللہ واقف نہ ہوسکے اس حصہ میں تو کذاب راوی ہے اگر علامہ البانی رحمہ اللہ کو یہ پوری سند مل گئی ہوتی تو موصوف اس روایت کو موضوع کہتے۔ اور ہمارے سامنے چونکہ اس سند کا بقیہ حصہ بھی موجود تھی اور اس میں کذاب راوی ہے اس لئے اس روایت کے موضوع ہونے میں ہمیں ذرا بھی شک نہیں، اس سند میں جو کذاب راوی ہے اس کے بارے میں تفصیل دوسری علت میں ذکر کی گئی ہے۔ والحمدللہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت: از یزید بن خصیفہ

علی بن الجعد بن عبید البغدادی (المتوفی 230ھ) نے کہا:

أنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، وَإِنْ كَانُوا لَيَقْرَءُونَ بِالْمِئِينَ مِنَ الْقُرْآنِ» [مسند ابن الجعد: ص: 413]

یہ روایت شاذ ہے

شذوذ کی پہلی وجہ

سند میں موجود یزید بن خصیفہ، رکعات کی تعداد صحیح طور سے ضبط نہیں کرسکے، اس بات کا اعتراف خود انہوں نے کرلیا ہے اور پوری صراحت کے ساتھ بتلادیا کہ انہیں تعداد بالضبط یاد نہیں ہے بلکہ انہیں ایسا لگتا تھا کہ محمد بن سائب نے اکیس کی تعداد بتائی ہوگی، چنانچہ:

امام أبوبکر النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی 324) نے کہا:

حدّثنا يوسف بن سعيد، ثنا حجاج، عن ابن جريج، حدثني إسماعيل بن أمية، أنّ محمد بن يوسف ابن أخت السّائب بن يزيد أخبره، أنّ السّائب بن يزيد أخبره قال: جمع عمر بن الخطاب الناس على أبي بن كعب وتميم الداري، فكانا يقومان بمائة في ركعة، فما ننصرف حتى نرى أو نشك في فروع الفجر. قال: فكنا نقوم بأحد عشر. قلت: أو واحد وعشرين؟! قال: لقد سمع ذلك من السائب بن يزيد ابنُ خصيفة. فسألتُ يزيد بن خصيفة، فقال: حسبتُ أنّ السّائب قال: أحد وعشرين. [فوائد أبي بكر النيسابوري، مخطوط (135/ب)]

ترجمہ: سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کے ساتھ تراویح پڑھنے کے لئے جمع کردیا، تو یہ دونوں ایک رکعت میں سو آیات پڑھاتے تھے پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوتے تھے تو ہم کو لگتا کہ فجر ہوچکی ہے، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔
اس روایت کے راوی اسماعیل بن امیہ نے جب محمد بن یوسف سے سنا تو پوچھا: گیارہ رکعات یا اکیس رکعات؟؟
محمد بن یوسف نے کہا: اس طرح کی بات یزید بن خصیفہ نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔
اسماعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ: پھر میں یزید بن خصیفہ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس کہا تھا۔

اس روایت میں غور کیجئے کہ محمد بن یوسف سے ان کے شاگرد اسماعیل بن امیہ نے جب گیارہ کی تعداد سنی تو مزید یاددلا کر پوچھا کہ کیا گیارہ رکعات یا اکیس رکعات؟؟؟
یہ یاددلانے پر بھی محمد بن یوسف نے گیارہ ہی کی تعداد بیان کی اور اور کہا اکیس والی بات تو ابن خصیفہ بیان کرتے ہیں، گویا کہ محمد بن یوسف کو پوری طرح اپنے حفظ وضبط پر مکمل اعتماد تھا اسی لئے انہوں اپنے شاگرد کے دوبارہ پوچھنے پر بھی گیارہ ہی کی تعداد بتلائی۔
نیز محمد بن یوسف کو یہ بھی معلوم تھا کہ یزید بن خصیفہ اکیس کی تعداد بتلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے گیارہ ہی کی تعداد آگے روایت کی اس سے معلوم ہوا کہ محمد بن یوسف نے پورے وثوق سے گیارہ کی تعداد بیان کی ہے۔

اس کے برعکس یزید بن خصیفہ کا حال یہ ہے کہ ان سے جب تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے تردد کا اظہار کیا اور یوں کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ سائب بن یزید نے اکیس کی تعداد بتلائی تھی، نیز انہیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ان کے دوسرے ساتھی کیا تعداد بیان کرتے ہیں لہٰذا ان کی بیان کردہ تعداد مشکوک ہے اور محمد بن یوسف کی بیان کردہ تعداد کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

اسماعیل بن امیہ نے اپنے استاذ محمد بن یوسف سے سوال کیوں کیا؟؟

یہاں پر ایک بات غورطلب یہ ہے کہ اسماعیل بن امیہ کے استاذ محمد بن یوسف نے جب ان کے سامنے گیارہ کی تعداد بیان کی تو انہوں نے اپنے استاذ سے دوبارہ کیوں پوچھا کہ گیارہ رکعات یا اکیس رکعات۔

توعرض ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے ان کے انہیں استاذ یعنی محمد بن یوسف ہی کے حوالہ سے کچھ لوگ یہ بھی بیان کرتے پھرتے تھے کہ انہوں نے اکیس کی تعداد روایت کی ہے، جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے، چنانچہ:

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (المتوفی 211) نے کہا:

عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، وَغَيْرِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، "أَنَّ عُمَرَ: جَمَعَ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَعَلَى تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَلَى إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَكْعَةً يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينَ وَيَنْصَرِفُونَ عِنْدَ فُرُوعِ الْفَجْرِ" [مصنف عبد الرزاق: 4/ 260]

یعنی داؤد بن قیس وغیرہ نے محمد بن یوسف سے نقل کیا انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان میں لوگوں ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کے ساتھ اکیس رکعات تراویح پڑھنے کے لئے جمع کردیا، یہ سو سو آیات پڑھتے تھے اور اور فجر کے قریب ہی نماز سے فارغ ہوتے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں دیکھیں کہ اسماعیل بن امیہ کے استاذ محمد بن یوسف ہی کے حوالے سے دوسرے لوگوں نے اکیس کی تعداد نقل کی ہے، یقیناً یہ بات اسماعیل بن امیہ تک بھی پہونچی ہوگی اور انہوں نے یہ سن رکھا ہوگا کہ محمد بن یوسف نے اکیس کی تعداد بیان کی ہے لیکن جب انہوں نے اپنے استاذ محمد بن یوسف سے براہ راست یہ روایت سنی تو محمد بن یوسف نے اکیس کی تعداد نہیں بتلائی جیسا کہ لوگوں نے ان کے حوالہ سے بیان کر رکھا تھا بلکہ گیارہ کی تعداد بتلائی، ظاہر ہے کہ ان کے شاگرد کو حیرانی ہوگی کیونکہ انہوں نے اپنے اسی استاذ کے حوالہ سے اکیس کی تعداد سنی تھی، لہٰذا انہوں نے فوراً سوال اٹھا دیا کہ گیارہ رکعات یا اکیس رکعات؟؟ اس پر ان کے استاذ نے بتلایا کہ گیارہ ہی رکعات، اور اکیس والی تعداد تو دوسرے صاحب یزید بن خصیفہ بیان کرتے ہیں۔

اس وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس روایت میں محمد بن یوسف کے حوالہ سے اکیس کی تعداد بیان کی گئی ہے وہ مردود ہے کیونکہ محمد بن یوسف نے اس سے برات ظاہر کر دی ہے۔

تنبیہ بلیغ:

یاد رہے کہ فوائد أبي بکر للنیسابوری ابھی تک غیر مطبوع ہے لیکن کسی صاحب نے اس کی ٹائپنگ کرکے شاملہ فارمیٹ میں تیار کیا ہے اور شاملہ کی سائٹ پر موجود بھی ہے، اس شاملہ والے نسخہ میں مذکور روایت میں تحریف کر دی گئی ہے، اور وہ عبارت جس سے یزید بن خصیفہ کے وہم کی دلیل تھی اسے بدل دیا گیا ہے:

چنانچہ مخطوطہ میں اصل عبارت یوں ہے:

فسألتُ يزيد بن خصيفة، فقال: حسبتُ أنّ السّائب قال: أحد وعشري [ملاحظہ ہو آگے مخطوطہ کے متعلقہ صفحہ کا عکس].

ترجمہ: اسماعیل بن امیہ نے یزید بن خصیفہ سے تعداد رکعات سے متلق پوچھا تو یزید بن خصیفہ نے کہا؛ مجھے لگتا ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس کہا تھا۔

چونکہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یزید بن خصیفہ کو بالضبط تعداد یاد نہ تھی اور تعداد کی بابت وہ تردد کے شکار تھے، اس لئے کچھ لوگوں نے اس عبارت میں اس طرح تحریف کر دی کہ یزید بن خصیفہ کے اظہار تردد پر پردہ پڑ جائے چنانچہ شاملہ کے محولہ نسخہ میں ہے:

فسألت يزيد بن خصيفة، فقال: أحسنت إن السائب قال إحدى وعشرين [فوائد أبي بكر عبد الله بن محمد بن زياد النيسابوري - مخطوط ص: 14 ترقيم الشاملة]

ترجمہ: اسماعیل بن امیہ نے یزید بن خصیفہ سے تعداد رکعات سے متلق پوچھا تو یزید بن خصیفہ نے کہا؛ تم ٹھیک کہہ رہے ہو سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس کہا تھا۔

غور فرمائیں کی مذکورہ تحریف سے عبارت کیا سے کیا بن گئی، یعنی یزید بن خصیفہ کے تردد کو یقین سے بدل دیا گیا، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

اس شاملہ والے نسخے کے ناسخ نے مخطوطہ کے مصدر کا حوالہ یوں دیا ہے:

مصدر المخطوط: مجاميع المدرسة العمرية، الموجودة في المكتبة الظاهرية رقم المجموع: 3755 عام [مجاميع 18]

ذیل میں ہم اسی مخطوطہ سے متعلقہ صفحہ کا عکس پیش کر رہے ہیں قارئین تسلی کے لئے ملاحظہ فرمالیں:

مخطوطہ میں صاف پڑھا جا رہا ہے کہ ”حسبت“ سے قبل ”أ“ موجود نہیں ہے لہٰذا اسے ”احسنت“ پڑھنا کسی بھی صورت میں درست نہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی مخطوطہ ہی سے یہ روایت نقل کی ہے اور ”حسبت“ ہی نقل کیا ہے اور اس سے یزید بن خصیفہ کے تردد پر استدلال بھی کیا ہے دیکھئے [صلاة التراويح للالباني: ص: 58]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دکتور کمال قاسمی نے بھی اسے مخطوطہ ہی سے نقل کیا ہے اور "حسبت" ہی نقل کیا دیکھئے موصوف کا مضمون فصل الخطاب في بيان عدد ركعات صلاة التراويح في زمن عمر بن الخطاب۔
لہٰذا قارئین سے گذارش ہے کہ شاملہ کے نسخہ سے دھوکہ نہ کھائیں

شذوذ کی دوسری وجہ:

حفظ وضبط میں یزید بن خصیفہ، محمد بن یوسف سے کم تر ہیں اس کے دلائل ملاحظہ ہوں:

ابن خصیفہ کے ضعف حفظ کی پہلی دلیل:

محمد بن یوسف کے حفظ پر کسی نے بھی جرح نہیں کی ہے جبکہ یزید بن خصیفہ کو ثقہ کہنے کے ساتھ ساتھ ان کے حفظ پر درج ذیل ناقدین کی جرح ملتی ہے۔

پہلے ناقد:

امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی 241)، چنانچہ امام مزی رحمہ اللہ نے کہا:

وَقَال أبو عُبَيد الآجري، عَن أبي داود: قال أحمد: منكر الحديث [تهذيب الكمال للمزي: 32/ 173 وابوعبيد لايعرف لكن المخالفون يحتجون به]

بعض اہل عم کا یہ کہنا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے یہاں منکر سے منفرد حدیث بیان کرنے والا مراد لیا ہے بے دلیل ہے۔

تنبیہ:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دکتور بشار عواد نے امام احمد کے اس قول کو غیر ثابت قرار دیا ہے اور کہا:

هذا شيء لم يثبت عن أحمد، فيما أرى والله أعلم، فقد تقدم قول الأثرم عنه، وفي العلل لابنه عبد الله، أنه قال: ما أعلم إلاَّ خَيْرًا (٢/٣٥) وهو توثيق واضح. [تهذيب الكمال للمزي: 32/ 173]

عرض ہے کہ:

الف:

اگر بشار صاحب نے اس قول کر غیر ثابت کہا ہے تو دیگر اہل علم نے ان پر رد بھی کیا ہے مثلا علامہ اسحاق الحوینی فرماتے ہیں:

ولعل هذا الاختلاف من يزيد بن خصيفة، فهو وإن كان ثقة إلاّ أن أحمد قال في رواية: "منكر الحديث"، وقد خولف فيه كما يأتي، وزعم المعلق على "تهذيب الكمال" "١٧٣/٣٢" أن هذا لم يثبت عن أحمد، ولم يُبْدِ حجة سوى قوله: "فيما أرى"! وبأن أحمد قال: "لا أعلم إلا خيرًا"، وهذا القول لا يمنع أن يكون لأحمد فيه قول آخر، والله أعلم. [فضائل القرآن لابن كثير ص: 117 حاشیہ]

ب:

اس قول کو امام احمد بن حنبل سے امام ابوداؤد نے روایت کیا اور ان سے ابوعبید نے جو بشار صاحب اور بیس رکعات والوں کے نزدیک قابل اعتماد ہے پھر اسی کی کتاب سے امام مزی نے اس قول کو نقل کیا پھر اسے غیر ثابت کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔

ج:

امام احمد رحمہ اللہ ہی کی طرح ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی یزید بن خصیفہ کے حفظ پر کلام کیا ہے لہٰذا امام احمد رحمہ اللہ مذکورہ جرح میں منفرد نہیں، دریں صورت امام احمد رحمہ اللہ کی اس جرح کو غیر ثابت کہنا غیر معقول ہے۔

دوسرے ناقد:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی 354)، چنانچہ موصوف نے کہا:

يزيد بن عبد الله بن خصيفة من جلة أهل المدينة وكان يهم كثيرا إذا حدث من حفظه [مشاهير علماء الأمصار لابن حبان: ص: 135]

تیسرے ناقد:

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748)، چنانچہ موصوف نے اس روای کو ضعفاء کی کتاب میزان میں نقل کرتے ہوئے کہا:

يزيد بن عبد الله بن خصيفة، وقد ينسب إلى جده فيقال: يزيد بن خصيفة. عن السائب بن يزيد، وعروة، ويزيد بن عبد الله بن قسيط. وعنه مالك، وطائفة. وثقه أحمد من رواية الاثرم عنه، وأبو حاتم، وابن معين، والنسائي. وروى أبو داود أن أحمد قال: منكر الحديث. [ميزان الاعتدال للذهبي: 4/430]۔

یاد رہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام احمد کے قول پر کوئی تعاقب نہیں کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ بھی اسے ثقہ ماننے کے ساتھ اس کے حافظہ پر کلام کو تسلیم کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ابن خصیفہ کے ضعف حفظ کی دوسری دلیل:

محمد بن یوسف کی کئی ایک محدث نے اعلیٰ توثیق کی ہے: ملاحظہ ہو:

☆(۱): امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ (المتوفی 198) نے آپ کو ثبت قرار دیا ہے۔

كان يحيى بن سعيد يثبته [تهذيب التهذيب لابن حجر: 35/31]۔

☆(۲) امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (المتوفی 234) نے بھی اسے برضاء ورغب نقل کیا ہے۔

امام ابن أبي خیثمۃ رحمہ اللہ نے کہا:

رَأَيْتُ في كتاب علي بن الْمَدِينِيّ: سمعت يَحْيَى يقول: مُحَمَّد بن يوسف أثبت من عَبْد الرَّحْمَن بن حُمَيْد، وعَبْد الرَّحْمَن بن عَمَّار. قال: قلت: أيما أثبت عَبْد الرَّحْمَن بن حُمَيْد أو عَبْد الرَّحْمَن بن عَمَّار؟ فقال: ما أقربهما.

وسألته عن عمر بن نبيه؟ قال: لم يكن به بأس. قال: وكان مُحَمَّد بن يوسف أعرج، وكان ثبتًا وكان يقول: سمعت السائب بن يزيد وهو جدي من قِبَلِ أُمِّي. [تاريخ ابن أبي خيثمة 4/282]۔

☆(۳) امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے اسے برضاء ورغبت نقل کیا ہے۔

كَانَ يحيى يُثَبِّتُهُ [التاريخ الكبير للبخاري: 42/2]۔

☆(٤) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ناقدین کے اقوال کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے یزید بن خصیفہ کو صرف ثقہ کہا ہے (تقريب: رقم 7738) جبکہ محمد بن یوسف کو ثقہ ثبت کہا ہے (تقريب: رقم 6414)۔

ایک عجیب غلط فہمی:

بعض لوگوں نے دھاندلی میں یہ دعویٰ کرلیا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو محمد بن یوسف کو ثقہ کے ساتھ ''ثبت'' قرار دیا ہے تو اس سلسلے میں انہوں نے ''أحمد بن صالح المصری'' کے قول پر اعتماد ہے، کیونکہ انہوں نے یہ قول تہذیب میں اسی راوی کے ترجمہ میں پیش کیا ہے، لیکن اس قول کا تعلق محمد بن یوسف سے نہیں بلکہ اسی نام کے دوسرے راوی سے ہے اور حافظ موصوف کو وھم ہوا ہے، لہٰذا جب یہ قول ہی ثابت نہیں تو حافظ ابن حجر کے ''ثبت'' کہنے کی بنیاد ڈھی گئی۔

عرض ہے کہ گرچہ محمد بن یوسف سے متعلق ''أحمد بن صالح المصری'' قول ثابت نہیں لیکن جرح وتعدیل کے مشہور امام یحییٰ بن سعد رحمہ اللہ نے محمد بن یوسف کو ''ثبت'' قرار دیا ہے اور اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بخاری کے حوالہ سے نقل کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

قال البخاري: كان يحيى بن سعيد يثبته [تهذيب التهذيب لابن حجر: 35/31]۔

امام بخاری کی روایات ان کی کتاب تاریخ میں یوں موجود ہے:

كَانَ يحيى يُثَبِّتُهُ [التاريخ الكبير للبخاري: 42/2]۔

اس کے ساتھ ساتھ حافظ حجر رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے یہ بھی نقل کیا:

قال ابن معين قال لي يحيى لم أر شيخا يشبهه في الثقة [تهذيب التهذيب لابن حجر: 35/31]۔

یہ اقوال تھذیب الکمال میں بھی منقول ہیں لہٰذا حافظ ابن حجر کی بنیاد یہی اقوال ہیں جن کے بیان میں انہیں کوئی وہم نہیں ہوا ہے، لہٰذا حافظ موصوف کا محمد بن یوسف کو ثقہ کے ساتھ ثبت قرردینا بالکل مبنی برصواب ہے۔

الغرض یہ کہ محمد بن یوسف کو دو عظیم محدث نے ثقہ وثبت کہا ہے:

ایک جرح وتعدیل کے امام یحییٰ بن سعید القطان اور دوسرے خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رحمھما اللہ، جبکہ یزید بن خصیفہ کے بارے میں صرف اور صرف ایک محدث ابن سعد ہی سے اعلیٰ توثیق منقول ہے، چنانچہ:

امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی 230) نے کہا:

وَكَانَ عَابِدًا نَاسِكًا ثِقَةً كَثِيرَ الْحَدِيثِ ثَبْتًا. [الطبقات الكبرى لابن سعد: 274/9]۔

لہٰذا یحییٰ بن سعید جیسے جرح وتعدیل کے امام اور حافظ ابن حجر جیسے ماہر رجال کے بالمقابل ابن سعد کی اعلیٰ توثیق کی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن خصیفہ کے ضعف حفظ کی تیسری دلیل:

محمد بن یوسف نے کسی بھی روایات میں اپنے حافظہ پر تردد کا اظہار نہیں کیا ہے جبکہ یزید بن خصیفہ نے اپنے حافظ پر تردد کا اظہار کیا ہے، جیسا کہ فوائد ابی بکر النیسابوری کے حوالہ سے وضاحت گذر چکی ہے۔

یزید بن خصیفہ کے ضعف حفظ سے متعلق بعض شبہات کا ازالہ:

بعض لوگ یہ بے بنیاد دعوی کرتے پھرتے ہیں کہ یزید بن خصیفہ، محمد بن یوسف کے بالمقابل زیادہ ثقہ ہے، ان حضرات کے شبہات کا ازالہ پیش خدمت ہے:

پہلا شبہ:

امام اثرم نے احمد بن حنبل سے یزید بن خصیفہ کے بارے میں نقل کیا:

ثقة ثقة [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 9/274]۔

عرض ہے کہ یہ مکرر توثیق امام احمد رحمہ اللہ سے ثابت نہیں اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) یہ مکرر توثیق صرف ایک مخطوطہ میں ہے دیگر مخطوطوں میں ایسا نہیں۔

(۲) احمد بن حنبل کے کسی بھی دوسرے شاگرنے ان سے یہ بات نقل نہیں کی ہے۔

(۳) امام احمد بن حنبل کے بیٹے نے بھی ایسا نہیں نقل کیا۔

(٤) امام احمد سے ان کے بارے میں منکر الحدیث بھی منقول ہے۔

دوسرا شبہ:

ابن معین نے انہیں "ثقة حجة" کہا ہے۔

عرض ہے کہ ابن معین سے یہ قول ثابت ہی نہیں یہ قول (تهذيب الكمال للمزي: 32/173) میں بے سند مذکور ہے۔

نیز ابن محرز نے کہا:

سَمِعتُ يَحيَى، وقيل له: أيما أحبُ إليك، يزيد بن عَبد الله بن خُصَيفَة أَو مُحَمّد بن عَمرو بن عَلقَمَة؟ فقال: يزيد، ويَزيد أعلاهما. [معرفة الرجال لابن معين رواية ابن محرز: 1/116]۔

اول یہ اعلی درجہ کی توثیق نہیں ہے، دوم یہ قول بھی ثابت نہیں کیونکہ ابن محرز مجہول ہے۔

تیسرا شبہ:

ابن سعد نے یزید بن خصیفہ کو تابعین میں ذکر کیا ہے لیکن محمد بن یوسف کو ذکر نہیں کیا۔

عرض ہے کہ اول تو طبقات کے کئی صفحات مفقود ہیں اس لئے محمد بن یوسف کے عدم ذکر کا دعوی محل نظر ہے، دوم عدم ذکر سے یہ کہاں لازم آیا کہ ابن سعد کی نظر میں وہ کم حفظ والے تھا، ایسا اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ جب ابن سعد نے ان کا بھی تذکرہ کیا ہوتا اور دونوں کے تعارف میں تفریق کی ہوتی، لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا دعوی ثابت نہیں ہوا۔

نیز الزاما ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جرح وتعدیل کے ماہر امام یحیی بن سعد رحمہ اللہ نے یزید بن خصیفہ کو اپنی کسی مجلس میں تو نہ ثقہ کہا اور نہ ہی ان کا تذکرہ کیا، جبکہ اسی طبقہ سے تعلق رکھنے والے محمد بن یوسف کو اعلی درجہ کا ثقہ قرار دیا بلکہ ایک روایت کے مطابق یہاں تک کہا: لم أر شيخا يشبهه في الثقة [تهذيب الكمال للمزي: 27/50، تهذيب التهذيب لابن حجر: 31/35]۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ محمد بن یوسف جرح وتعدیل کے امام یحیی بن سعد کی نظر میں یزید بن خصیفہ کے زیادہ ثقہ تھے، یاد رہے کہ ابن سعد کے بالمقابل امام یحیی بن سعید رجال کی بابت زیادہ ماہر ہیں۔

چوتھا شبہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ نے محمد بن یوسف کے بارے میں کہا:

صدوق مقل [الكاشف للذهبي: 2/232]۔

عرض ہے کہ:

(۱): امام ذھبی رحمہ اللہ نے صدوق کے ساتھ مقل بھی کہا ہے جس سے اشارہ ملتا ہے کہ موصوف نے مقل کے اعتبار سے انہیں صدوق کہہ دیا ہے، یعنی امام ذہبی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ان کی مرویات کی تعداد کم ہے، اسی طرح جن کی مرویات زیادہ ہوں انہیں امام ذہبی رحمہ اللہ حافظ سے تعبیر کرتے ہیں اس پر ان کی کتاب تذکرۃ الحفاظ شاہد ہے۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو قلت روایت کی وجہ سے صرف صدوق کہا ہے لیکن امام ابن معین کا طرز عمل تو یہ تھا کہ وہ قلیل الحدیث رواۃ کو لیس بشی کہا دیا کرتے تھے، چاہے وہ ثقہ وثبت ہی کیوں نہ ہو، اور لیس بشی سے مراد متعلقہ راوی کے حفظ کی کمزوری نہیں بلکہ اس کی مرویات کی قلت ہوتی تھی [التعریف برجال المؤطا: ۳/۸۱۲، فتح المغیث: ۲/۱۲۳، التنكيل بما في تانيب لكوثري من الاباطيل: ص ٥٤]۔

لہٰذا اگر قلیل الحدیث کی وجہ سے کسی کو لیس بشی کہنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تو پھر قلیل الحدیث کے سبب کسی کو صدوق کہنے سے کیا فرق پڑسکتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا امام ذہبی رحمہ اللہ کے اس صیغہ سے حافظہ کی کمزوری قطعاً مراد نہیں، اور اس بات کی ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ اگر امام ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں اس کا حافظہ کمزور ہوتا تو موصوف اس کا تذکرہ میزان الاعتدال میں ضرور کرتے ہیں، کیونکہ اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو ان لوگوں کا بھی تذکرہ کیا جو ثقہ وثبت ہیں اور ان پر بلاوجہ کلام کیا گیا ہے، ایسی صورت میں محمد بن یوسف کا تذکرہ تو میزان میں ضرور ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو خود امام ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک کمزور حافظہ والے تھے۔

(۲): امام ذہبی نے اسی کتاب میں یزید بن خصیفہ کو ثقہ کہنے کے ساتھ ساتھ ان کے بارے میں امام احمد کی جرح ''منکر الحدیث'' بھی نقل کی ہے اور کوئی دفاع نہیں کیا ہے، نیز اس کا تذکرہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں بھی کیا ہے اور وہاں بھی کوئی دفاع نہیں کیا ہے، جبکہ محمد بن یوسف سے متعلق امام ذھبی رحمہ اللہ نے کوئی جرح نہیں نقل نہیں کی اور اس کا تذکرہ بھی میزان میں نہیں کیا ہے۔

قارئین غور کریں کہ ایک راوی جسے امام ذھبی ضعفاء میں ذکر کریں اور کوئی دفاع نہ کریں، ایسا راوی حفظ واتقان میں اس راوی سے بڑھ کر کیسے ہوسکتا ہے جس کا تذکرہ امام ذہبی ضعفاء کی کسی بھی کتاب نہ کریں، اور اس کے بارے میں کوئی جرح نقل نہ کریں۔

(۳): متقدمین محدثین نے متفقہ طور پر محمد بن یوسف کو ثقہ کہا بلکہ جرح وتعدیل کے امام یحیی بن سعید القطان نے انہیں ثبت قرار دیا ہے، لہٰذا متقدمین اور جرح وتعدیل کے امام یحیی بن سعد کے بالمقابل امام ذھبی کے فیصلہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے

شذوذ کی تیسری وجہ

یزید بن خصیفہ کی روایت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بھی خلاف ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاۃ اللیل کی تعداد گیارہ بتلائی گئی ہے، یاد رہے کہ صلاۃ اللیل ہی کو رمضان میں تراویح کہا جاتا ہے۔

لطیفہ:

کچھ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے یزید رحمہ اللہ پر سب وشتم کرتے ہیں اور یہاں تک کہتے پھرتے ہیں کی یزید کے دور کے بعد اہل سنت نے اپنے لڑکوں کا نام یزید رکھنا بند کردیا۔

عرض ہے کہ اکیس رکعات کی تعدا ''یزید'' نامی روای ہی بیان کررہے ہیں جو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کے بعد کے تھے جبکہ گیارہ کی رکعات کی تعداد ''محمد'' نامی راوی بیان کررہے ہیں۔

اگر یزید کے مخالفین مذکورہ بات پر یقین رکھتے ہیں تو پھر ان کے اصول کے مطابق یزید نامی روای کوئی اچھا راوی نہیں ہوگا اس لئے ان حضرات کو یزید بن خصیفہ کے بجائے محمد بن یوسف کی روایت کو ترجیح دینی چاہئے ورنہ ایک طرف یزید نام سے بھی نفرت اور دوسری طرف محمدی سند کو نظر انداز کرکے یزیدی سند کو گلے لگالینا، بہت حیرت انگیز ہے۔

موطا میں ایک منقطع روایت کو بھی بیس رکعت والے پیش کرتے لیکن بدقسمتی سے اس میں بھی یزید نامی ایک راوی موجود ہے۔

تنبیہ:

کچھ لوگ محمد بن یوسف کی روایت کے بالمقابل ابن خصیفہ کی روایت کو اس لئے راجح قرار دیتے ہیں کہ ابن خصیفہ سے روایت کرنے والے شاگردوں نے رکعات کی تعداد میں اختلاف نہیں کیا ہے جبکہ محمد بن یوسف کے شاگردوں نے تعداد رکعات میں اختلاف کیا ہے لہٰذا محمد بن یوسف کی روایت مرجوح ہوگی:

عرض ہے کہ:

اول:

محمد بن یوسف کے پانچ شاگردوں نے متفقہ طور پر ایک ہی تعداد بیان کی ہے جن میں امام مالک، یحیی بن سعید القطان جیسے جلیل القدر محدثین بھی ہیں لہٰذا ایک دو شاگردوں کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔

دوم:

محمد بن یوسف کے شاگردوں میں بھی اختلاف ثابت نہیں ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری روایت: از محمد بن یوسف

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (المتوفی 211) نے کہا:

عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، وَغَيْرِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، "أَنَّ عُمَرَ: جَمَعَ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَعَلَى تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَلَى إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَكْعَةً يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينَ وَيَنْصَرِفُونَ عِنْدَ فُرُوعِ الْفَجْرِ "[مصنف عبد الرزاق: 4/ 260]

یہ روایت ضعیف ہے اور ثقہ رواۃ کے خلاف ہے لہٰذا منکر ہے اس کی علتوں کی تفصیل ملاحظہ ہو:

پہلی علت:

امام عبدالرزاق کا عنعنہ:

عبدالرزاق رحمہ اللہ نے عن سے روایت کیا ہے، اور موصوف مدلس ہیں، دیکھئے: تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس لابن حجر: ص 34 نیز ملاحظہ ہو: الضعفا للعقیلی: ج ۳ ص ۱۱۰۔ ذہبی عصر علامہ معلمی رحمہ اللہ نے بھی ان کے تدلیس کی وجہ سے بعض روایات پر کلام کیا ہے، دیکھئے: الفوائد المجموع ص: 347۔

دوسری علت:

اسحاق بن ابراہیم الدبری عن عبدالرزاق کے طریق میں ضعف:

مصنف عبدالرزاق کے مطبوعہ نسخہ میں مذکورہ روایات کو امام عبدالرزاق سے ’’اسحاق بن ابراہیم الدبری‘‘ نے نقل کیا ہے۔

اور اس طریق سے عبدالرزاق کی مرویات پر اہل فن نے کلام کیا ہے اسحاق دبری نے امام عبدالرزاق سے آخری دور میں سنا ہے اور آخر میں عبدالرزاق رحمہ اللہ مختلط ہو گئے تھے، چنانچہ:

امام احمد رحمہ اللہ (المتوفی 241) نے کہا:

لا يعبأ بحديث من سمع منه وقد ذهب بصره، كان يلقن أحاديث باطلة [سوالات ابن هانی رقم 2285، موسوعة أقوال الإمام أحمد في الجرح و التعديل 322/4]۔

امام أبوزرعة الدمشقي رحمہ اللہ (المتوفی 281) نے کہا:

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: أَتَيْنَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ قَبْلَ الْمِائَتَيْنِ، وَهُوَ صَحِيحُ الْبَصَرِ وَمَنْ سَمِعَ مِنْهُ بعد ما ذهب بصره فَهُوَ ضَعِيفُ السَّمَاعِ [تاريخ أبي زرعة الدمشقي: ص: 457]۔

امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی 303) نے کہا:

عبد الرَّزَّاق بن همام فِيهِ نظر لمن كتب عَنهُ بِأخرَة [الضعفاء والمتروكون للنسائي: ص: 69]۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی 365) نے کہا:

لا بأس به إلا أنه قد سبق منه أحاديث في فضائل أهل البيت و مثالب آخرين مناكير [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 545/6]۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی 385) نے کہا:

يخطىء على معمر في أحاديث لم تكن في الكتاب [سؤالات ابن بكير للدارقطني: ص: 2]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

ثقة حافظ مصنف شهير عمي في آخر عمره فتغير و كان يتشيع [تقريب التهذيب لابن حجر: 354/2]۔

معلوم کہ امام عبدالرزاق اخیر میں مختلط ہو گئے تھے لہٰذا ان سے جن لوگوں نے اختلاط کے بعد روایت کی ہے وہ حجت نہیں اور زیر تحقیق روایت کو ان اسحاق الدبری نے روایت کیا اور انہوں امام عبدالرزاق کے اختلاط کے بعد ان سے روایت کی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی 365) نے کہا:

استصغره عَبد الرَّزَّاق أحضره أبوه عنده, وَهو صغير جدا فكان يقول: قرأنا على عَبد الرَّزَّاق أي قرأ غيره, وحضر صغيرا وحدث عنه بأحاديث منكرة. [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/560]۔

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ (المتوفی 643) نے کہا:

قَدْ وَجَدْتُ فِيمَا رَوِيَ عَنِ الطَّبَرَانِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَحَادِيثَ اسْتَنْكَرْتُهَا جِدًّا، فَأَحَلْتُ أَمْرَهَا عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّ سَمَاعَ الدَّبَرِيِّ مِنْهُ مُتَأَخِّرٌ جِدًّا [مقدمة ابن الصلاح: ص: 396]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا:

ما كان الرجل صاحب حديث, وإنما أسمعه أبوه واعتنى به, سمع من عبد الرزاق تصانيفه, وهو ابن سبع سنين أو نحوها, لكن روى عن عبد الرزاق أحاديث منكرة [ميزان الاعتدال للذهبي: 1/181]

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أن الإسناد الذي ساقه لا تقوم به حجة؛ لأنه من رواية الدبري عن عبد الرزاق؛ فإن الدبري - مع أنه قد تكلم بعضهم فيه؛ فإنه - ممن سمع من عبد الرزاق بعد اختلاطه؛ قال ابن الصلاح: "وجدت فيما روى الطبراني عن الدبري عنه أحاديث استنكرتها جداً, فأحلت أمرها على ذلك" [سلسلة الأحاديث الضعيفة: 11/521]۔

تیسری علت:

عبدالرزاق سے نقل کرنے والے ××اسحاق بن ابراہیم الدبری×× یہ خود بھی متکلم فیہ ہیں:

امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی 365) نے کہا:

حدث عنه بحديث منكر [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 1/560]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا:

ما كان الرجل صاحب حديث, وإنما أسمعه أبوه واعتنى به, سمع من عبد الرزاق تصانيفه, وهو ابن سبع سنين أو نحوها, لكن روى عن عبد الرزاق أحاديث منكرة [ميزان الاعتدال للذهبي: 1/181]

چوتھی علت:

محمد بن یوسف کے چھ شاگردوں نے ان سے گیارہ رکعات کی تعداد نقل کی ہے (کما سیاتی) ان شاگردوں میں امام مالک، امام یحیی بن سعید جیسے جلیل القدر محدثین بھی ہیں لہٰذا جمہور اور اوثق کے خلاف دوسری تعداد بتلانے والی یہ روایت منکر ہے۔

روایت مذکورہ کے ضعیف ومردود ہونے کی ایک اور زبردست دلیل:

اس روایت کے ضعیف ومردود ہونے کی ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ اس روایت میں محمد بن یوسف کے حوالہ سے اکیس کی تعداد نقل کی گئی ہے جبکہ ابوبکر النیسابوری کی روایت میں محمد بن یوسف کے شاگر اسماعیل بن امیہ نے جب ان سے یہ روایت سنی تو ان کے استاذ محمد بن یوسف نے گیارہ کی تعداد بتلائی، اس پر ان کے شاگرد اسماعیل بن امیہ نے اپنے استاذ کو روک کر پوچھا کہ گیارہ یا اکیس؟؟؟ اس استفسار پر بھی محمد بن یوسف نے گیارہ ہی کی تعداد روایت کی اور اکیس کی تعداد سے متعلق کہا کہ یہ تو یزید بن خصیفہ بیان کرتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ محد بن یوسف کے حوالہ سے اکیس کی تعداد نقل کرنا سراسر غلط ہے، کیونکہ انہوں نے اس سے برات ظاہر کردی ہے، والحمدللہ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اکیس رکعت والی روایت ثابت ہی نہیں لہٰذا اسے بنیاد بنا کر امام مالک رحمہ اللہ کی تغلیط کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورعلامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی 463) نے جو یہ کہا:

(هكذا قال مالك في هذا الحديث إحدى عشرة ركعة) وغير مالك يخالفه فيقول في موضع إحدى عشرة ركعة (إحدى وعشرين) ولا أعلم أحدا قال في هذا الحديث إحدى عشرة ركعة غير مالك والله أعلم [الاستذكار 68/2]۔

یعنی: امام مالک رحمہ اللہ نے گیارہ رکعت روایت کیا ہے جبکہ امام مالک کے علاوہ دوسرے رواۃ گیارہ رکعات کے بجائے اکیس رکعات روایت کرتے ہیں اور مجھے ایک بھی راوی ایسا نہیں معلوم جس نے اس روایت میں گیارہ رکعت نقل کیا ہو

عرض ہے کہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی یہ بات بہت ہی عجیب وغریب ہے، کیونکہ:

اول:

علامہ ابن عبدالبر نے اکیس کی تعداد والی جس روایت پر اعتماد کر کے امام مالک رحمہ اللہ کی تغلیط کی ہے وہ صحیح نہیں کما مضی۔

دوم:

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو یہ کہا کہ ''مجھے ایک بھی راوی ایسا نہیں معلوم جس نے اس روایت میں گیارہ رکعت نقل کیا ہو'' یہ بجائے خود بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ امام مالک کے علاوہ بھی بہت سارے رواۃ نے اسی روایت کو بیان کرتے ہوئے گیارہ رکعت کی تعداد نقل کی، اسی لئے امام زرقانی نے موطا کی شرح میں علامہ ابن عبدالبر کی اس بات کا پھرپور رد کیا ہے۔

امام زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ: إِنَّ مَالِكًا انْفَرَدَ بِهِ لَيْسَ كَمَا قَالَ فَقَدْ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ فَقَالَ: إِحْدَى عَشْرَةَ كَمَا قَالَ مَالِكٌ. [شرح الزرقاني على الموطأ: 419/1]۔

ابن عبدالبر کا یہ کہنا کہ صرف امام مالک نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے گیارہ کی تعداد نقل کی ہے، درست نہیں، کیونکہ سعید بن منصور نے ایک دوسرے طریق (عبدالعزیز بن محمد بن عبید الدراوردی) سے محمد بن یوسف سے نقل کیا اور اس راوی نے بھی امام مالک کی طرح گیارہ کی تعداد نقل کی ہے۔

امام سبکی المتوفی (756ھ) بھی ابن عبدالبر پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَكَأَنَّهُ لَمْ يَقِفْ عَلَى مُصَنَّفِ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ فِي ذَلِكَ فَإِنَّهُ رَوَاهَا كَمَا رَوَاهَا مالك عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ محمد بن يوسف شَيْخِ مالك [الحاوي للفتاوي 417/1]۔

لگتا ہے کہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ سعید بن منصور رحمہ اللہ کی کتاب سے واقف ہی نہیں ہوئے کیونکہ اس کتاب میں بھی امام مالک ہی کی روایت کے مطابق، امام مالک کے شیخ محمد بن بن یوسف سے عبدالعزیز بن محمد نے روایت کیا ہے۔

بلکہ نیموی حنفی بھی فرماتے ہیں:

مَا قاله ابن عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ وَهْمِ مَالِكٍ فَغَلَطٌ جدًّا لِأَنَّ مَالِكًا قَدْ تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عِنْدَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ وَقَالَا إِحْدَى عَشْرَةَ كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، وَأَخْرَجَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ جَدِّهِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي فِي زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، انتهى هَذَا قَرِيبٌ مِمَّا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ أَيْ مَعَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ [آثار السنن: ج۲ص۲ وانظر: تحفة الأحوذي: 443/3]۔

ابن عبدالبر نے امام مالک رحمہ اللہ کے وہم سے متعلق جو بات کہی ہے وہ بہت ہی غلط ہے کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی متابعت عبدالعزیز بن محمد نے کی ہے جیسا کہ سنن سعید بن منصور میں ہے اور یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ نے بھی امام مالک کی متابعت کی ہے جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، چنانچہ عبدالعزیز بن محمد اور یحیی بن سعید القطان، ان دونوں اماموں نے (امام مالک ہی کے شیخ) محمد بن یوسف سے یہی روایت نقل کی ہے اور ان دونوں نے بھی اسی طرح گیارہ رکعات نقل کیا، جس طرح امام مالک رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، نیز امام مروزی رحمہ اللہ نے بھی ''قیام اللیل'' میں محمد بن اسحاق کے طریق سے روایت کیا ''انہوں نے کہا: مجھ سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے''۔ یہ روایت بھی تقریبا امام مالک کی محمد بن یوسف سے نقل کردہ روایت ہی کی طرح ہے، بایں طور کہ اس روایت میں عشاء کی بعد کی دو سنت رکعات بھی شمار کی لی گئی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیسرا طریق: از مسقوط راوی:

اس طریق سے تین لوگوں نے روایت کیا ہے:

پہلی روایت: از یزید بن رومان:

امام مالک رحمہ اللہ (المتوفی 179) نے کہا:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ: «كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً» [موطأ مالک ت عبد الباقی: 1/ 115]۔

یہ روایت منقطع ہے یزید بن رومان نے عمر فاروق کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی 458) نے کہا:

وَيَزِيدُ بْنُ رُومَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ [نصب الراية للزيلعي: 2/154 نقله من كتابه "معرفة السنن و الآثار"]۔

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (المتوفی 855) نے کہا:

قَالَ الْبَيْهَقِيّ: وَالثَّلَاث هُوَ الْوتر, وَيزِيد لم يدْرك عمر فَفِيهِ انْقِطَاع. [عمدة القاري شرح صحيح البخاري 5/267]۔

عینی موصوف اسی کتاب میں دوسرے مقام پر اس روایت کو منقطع قرار دیتے ہوئے کہا:

رَوَاهُ مَالك فِي (الْمُوَطَّأ) بِإِسْنَاد مُنْقَطع [عمدة القاري شرح صحيح البخاري 11/127]۔

نیموی حنفی اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

یزید بن رومان لم یدرک عمر بن الخطاب [آثار السنن: 253]۔

دوسری روایت: از یحیی بن سعید:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی 235) نے کہا:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، «أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً» [مصنف ابن أبي شيبة: 2/163 رقم 7682]۔

یہ روایت بھی منقطع ہے یحیی بن سعید نے عمر بن الخطاب کو نہیں پایا ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (المتوفی 234) نے کہا:

لا أعلمه سمع من صحابي غير أنس [تهذيب التهذيب 11/195 نقله من كتابه "العلل"]۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی 456) نے کہا:

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ - وَلَمْ يُولَدْ إلَّا بَعْدَ مَوْتِ عُمَرَ بِنَحْوِ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً [المحلى لابن حزم: 9/207]۔

نیموی حنفی اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

یحیی بن سعد الانصاری لم یدرک عمر [آثار السنن: 253]۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یحیی بن سعید نے عمر فاروق کا زمانہ نہیں پایا۔

تیسری روایت: از محمد بن کعب القرضی:

امام مروزی رحمہ اللہ (المتوفی 294) نے کہا:

وقال محمد بن كعب القرظي: «كان الناس يصلون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان عشرين ركعة يطيلون فيها القراءة ويوترون بثلاث» [قيام رمضان لمحمد بن نصر المروزي ص:21]۔

یہ روایت بھی منقطع ہے محمد بن کعب القرظی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

محمد بن کعب القرظی کی وفات ۱۲۰ ہجری میں ہوئی اور انہوں نے ۸۰ سال کی عمر پائی دیکھئے۔[تهذيب الكمال للمزي:347/26]۔
اس حساب سے موصوف کی تاریخ پیدائش ۴۰ ہجری ہے۔

اور اس سے قبل عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ ہجری میں ہی ہو چکی ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری موقوف روایت

(علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر موقوف)

یہ روایت دوطریق سے مروی ہے:

پہلا طریق: ابوعبدالرحمان السلمی:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی 458) نے کہا:

أخبرنا أبو الحسن بن الفضل القطان ببغداد أنبأ محمد بن أحمد بن عيسى بن عبدك الرازي ثنا أبو عامر عمرو بن تميم ثنا أحمد بن عبد الله بن يونس ثنا حماد بن شعيب عن عطاء بن السائب عن أبي عبد الرحمن السلمي عن علي رضي الله عنه قال: دعا القراء في رمضان فأمر منهم رجلا يصلي بالناس عشرين ركعة قال وكان علي رضي الله عنه يوتر بهم وروى ذلك من وجه آخر عن علي [السنن الكبرى للبيهقي: 2/496]۔

یہ روایت سخت ضعیف ہے اس میں درج ذیل علتیں ہیں:

پہلی علت:

عطاء بن السائب اخیر میں مختلط ہوگئے تھے اوران سے یہ روایت اختلاط کے بعد نقل کی گئی ہے کیونکہ اختلاط سے قبل جن رواۃ نے ان سے روایت کی ہے ان کی فہرست میں حماد بن شعیب کا نام نہیں، جیسا کہ اہل فن نے صراحت کی ہے، چنانچہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی 321) نے کہا:

وَإِنَّمَا حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ مِنْهُ قَبْلَ تَغَيُّرِهِ يُؤْخَذُ مِنْ أَرْبَعَةٍ لَا مِمَّنْ سِوَاهُمْ، وَهُمْ شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ [شرح مشكل الآثار 6/293]۔

امام زیلعی رحمہ اللہ (المتوفی 762) نے کہا:

جَمِيعُ مَنْ رَوَى عَنْهُ رَوَى عَنْهُ فِي الِاخْتِلَاطِ، إلَّا شُعْبَةَ، وَسُفْيَانَ [نصب الراية للزيلعي: 3/58]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

من مشاهير الرواة الثقات إلا أنه اختلط فضعفوه بسبب ذلك وتحصل لي من مجموع كلام الأئمة أن رواية شعبة وسفيان الثوري وزهير بن معاوية وزائدة وأيوب وحماد بن زيد عنه قبل الاختلاط وأن جميع من روى عنه غير هؤلاء فحديثه ضعيف لأنه بعد اختلاطه [مقدمة فتح الباري: ص: 424]۔

دوسری علت:

اس کی سند میں موجود حماد بن شعیب پر محدثین نے سخت جرح کی ہے مثلاً:

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے کہا:

حماد بن شعيب التميمي أبو شعيب الحماني عن أبي الزبير يعد في الكوفيين فيه نظر [التاريخ الكبير للبخاري 3/25]۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی فیہ نظر کہنا سخت جرح ہے۔

امام أبوزرعۃ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 264):

واهي الحديث حدث عن أبي الزبير وغيره بمناكير [الضعفاء لابي زرعه الرازي: 2/436]۔

اس کے علاوہ اور بھی محدثین نے حماد بن شعیب پر جرح کی ہے۔

نیز نیموی حنفی فرماتے ہیں:

قلت: حماد بن شعيب ضعيف [آثار السنن: ۷۸۵]۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا طریق :از ابو الحسناء:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی 458) نے کہا:

أنبأ أبو عبد الله بن فنجويه الدينوري ثنا أحمد بن محمد بن إسحاق بن عيسى السني أنبأ أحمد بن عبد الله البزاز ثنا سعدان بن يزيد ثنا الحكم بن مروان السلمي أنبأ أبو الحسن بن علي بن صالح عن أبي سعد البقال عن أبي الحسناء: أن علي بن أبي طالب أمر رجلا أن يصلي بالناس خمس ترويحات عشرين ركعة وفي هذا الإسناد ضعف والله أعلم [السنن الكبرى للبيهقي: 497/2]۔

یہ روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ ابوالحسناء مجہول ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

أبو الحسناء بزيادة ألف قيل اسمه الحسن وقيل الحسين مجهول [تقريب التهذيب لابن حجر: 541/1]۔

مزید یہ کہ علی رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔

نیز نیموی حنفی اس روایت کے ضعیف ہونے کی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت: ومدار هذا الاثر على ابى الحسناء وهو لا يعرف [آثار السنن: ۷۸۵]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

روى عن الحكم بن عتيبة عن حنش عن علي في الأضحية [تهذيب التهذيب 79/12]۔

یعنی اس نے دوسرے مقام پر دو واسطوں سے علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کیا ہے اور زیر نظر روایت میں اس نے سماع کی صراحت نہیں کی ہے لہٰذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس صراحت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

تنبیہ:

امام ابن أبی شیبۃ رحمہ اللہ (المتوفی 235) نے کہا:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الْحَسْنَاءِ، «أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً» [مصنف ابن أبي شيبة 163/2 رقم 7681]

اگر کتابت کی غلطی نہیں ہے تو ابن ابی الحسناء بھی نامعلوم ہے۔

تنبیہ بلیغ:

بعض لوگ علی رضی اللہ عنہ ہی کی طرف منسوب بیس رکعت والی ایک روایت شیعوں کی کتاب ''مسند الامام زید بن علی ص 158'' سے نقل کرتے ہیں۔

عرض ہے کہ اس کے جواب میں صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ یہ شیعوں کی کتاب ہے اہل سنت کی نہیں، مزید یہ کہ اس کتاب کا بنیادی راوی ابوخالد عمرو بن خالد الواسطی کذاب ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیسری موقوف روایت

(عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت)

امام مروزی رحمہ اللہ (المتوفی 294) نے کہا:

أخبرنَا يحيى بن يحيى أخبرنَا حَفْص بن غياث عَن الْأَعْمَش عَن زيد بن وهب، قَالَ: (كَانَ عبد الله بن مَسْعُود يُصَلِّي لنا فِي شهر رَمَضَان) فَيَنْصَرِف وَعَلِيهِ ليل، قَالَ الْأَعْمَش: كَانَ يُصَلِّي عِشْرِين رَكْعَة ويوتر بِثَلَاث) [قيام الليل للمروزى بحواله عمدة القاري شرح صحيح البخاري 11/127]۔

یہ روایت ضعیف ہے اس میں درج ذیل تین علتیں ہیں:

پہلی علت:

یہ روایت منقطع ہے، سلیمان بن مہران الاعمش نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا بلکہ موصوف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ ہجری میں ہوئی ہے چنانچہ:

امام أبو نعیم رحمہ اللہ (المتوفی 430) نے کہا:

تُوُفِّيَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِينَ بِالْمَدِينَةِ [معرفة الصحابة لأبي نعيم 4/1767]۔

اور سلیمان بن مہران الاعمش کی تاریخ پیدائش ۶۰ ہجری ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی 463) نے کہا:

أخبرني ابن الفضل، قال: أخبرنا دعلج بن أحمد، قال: أخبرنا أحمد بن علي الأبار، قال: حدثنا أبو عمار، قال: يعني: الحسين بن حريث، قال: سمعت أبا نعيم، يقول مات الأعمش وهو ابن ثمان وثمانين سنة وولد سنة ستين [تاريخ بغداد للخطيب البغدادي: 10/5 واسناده صحيح]۔

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے تقریبا ۳۰ سال بعد امام اعمش رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔

معلوم ہوا یہ روایت منقطع ہے۔

دوسری علت:

سلیمان بن مہران الاعمش نے عن سے روایت کیا اور موصوف مدلس ہیں۔

امام شعبۃ بن الحجاج رحمہ اللہ (المتوفی 160) نے انہیں مدلس مانا ہے:

قال الامام ابن القيسراني رحمه الله: أخبرنا أحمد بن علي الأديب، أخبرنا الحاكم أبو عبد الله إجازة، حدثنا محمد بن صالح بن هاني، حدثنا إبراهيم بن أبي طالب، حدثنا رجاء الحافظ المروزي، حدثنا النضر بن شميل. قال: سمعت شعبة يقول: كفيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش، وأبي إسحاق، وقتادة [مسألة التسمية لابن القيسراني: ص: 47 واسنادہ صحیح]۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی 385) نے کہا:

ولعل الأعمش دلسه عن حبيب وأظهر اسمه مرة [علل الدارقطني: 10/95]۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی 463) نے کہا:

وقالوا لا يقبل تدليس الأعمش لأنه اذا وقف أحال على غير ملىء يعنون على غير ثقة [التمهيد لابن عبد البر: 1/30]۔

صلاح الدین العلائی رحمہ اللہ (المتوفی 761) نے کہا:

وسليمان الأعمش والأربعة أئمة كبار مشهورون بالتدليس [جامع التحصيل للعلائي: ص 106]۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام أبوزرعۃ ابن العراقی رحمہ اللہ (المتوفی 826) نے کہا:

سليمان الأعمش مشهور بالتدليس أيضاً[المدلسين لابن العراقي:ص:55]۔

امام سبط ابن العجمی الحلبی رحمہ اللہ (المتوفی 841) نے کہا:

سليمان بن مهران الأعمش مشهور به[التبيين لأسماء المدلسين للحلبي:ص:31]۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی 911) نے کہا:

سليمان الأعمش مشهور به بالتدليس[أسماء المدلسين للسيوطي:ص:55]۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین نے امام اعمش کو مدلس قرار دیا ہے۔

تنبیہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے طبقات میں انہیں دوسرے طبقہ میں رکھا ہے لیکن یاد رہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سے رجوع کرلیا ہے کیونکہ النکت میں آپ نے امام اعمش رحمہ اللہ کو تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور تلخیص میں ان کے عنعنہ کی وجہ سے ایک روایت کو ضعیف بھی کہا ہے۔

دکتور عواد الخلف نے صحیحین کے مدلسین پر دو الگ الگ کتاب لکھی ہے ان میں دکتور موصوف نے امام اعمش کے بارے میں یہ تحقیق پیش کی ہے وہ طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں، دکتور موصوف نے یہ بھی کہا ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے طبقات میں انہیں دوسرے طبقہ میں رکھا ہے تو یہ ان کا سہو ہے اور نکت میں انہوں نے درست بات لکھی ہے اور وہی معتبر ہے کیونکہ نکت کو حافظ ابن حجر نے طبقات کے بعد تصنیف کیا ہے۔

دکتور مسفر الدمینی نے بھی مدلسین پر ایک مستقل کتاب لکھ رکھی ہے انہوں نے بھی اعمش کو تیسرے طبقہ میں رکھا ہے اور طبقات میں حافظ ابن حجر کی تقسیم کو غلط قرار دیا ہے۔

تیسری علت:

حفص بن غیاث نے بھی عن سے روایت کیا ہے اور موصوف بھی مدلس ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی 230) نے کہا:

وَكَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا ثَبْتًا إِلا أَنَّهُ كَانَ يُدَلِّسُ[الطبقات الكبرى لابن سعد:6/390]۔

گرچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں پہلے طبقہ میں رکھتا ہے لیکن جمہور ناقدین کی نظر میں مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہوتا ہے۔

خود حنفی حضرات ابوقلابہ کے عنعنہ کو قبول نہیں کرتے حالانکہ ابوقلابہ کو بھی ان حجر رحمہ اللہ نے پہلے طبقہ کا مدلس بتلایا۔
یاد رہے کہ ابوقلابہ مدلس ہونا ثابت نہیں ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چوتھی موقوف روایت

(ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر موقوف روایات)

امام ابن أبی شیبۃ رحمہ اللہ (المتوفی 235) نے کہا:

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَسَنٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ ؟قَالَ: «كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ»[مصنف ابن أبي شيبة:2/ 163رقم7684]۔

یہ روایت منقطع ہے عبدالعزیز نے ابی بن کعب کو نہیں پایا۔

عبدالعزیز بن رفیع کی وفات ۱۳۰ ہجری میں ہوئی ہے (تھذیب) یا ۱۳۰ ہجری کے بعد ہوئی ہے، چنانچہ:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی 354) نے کہا:

مات بعد الثلاثين ومائة[الثقات لابن حبان:5/ 123]۔

اور موصوف نے ۹۰ سال سے زائد کی عمر پائی ہے چنانچہ:

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے کہا:

قال مُحَمَّد بْن حُمَيْد، عَنْ جَرِير: أتى عليه نيف وتسعون سَنَة[التاريخ الكبير للبخاري:6/ 11]۔

اس حساب موصوف کی پیدائش ۴۰ ہجری کے بعد ہوئی ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کی وفات عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی جب کہ بعض کہتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی اور یہی راجح ہے چنانچہ:

امام أبو نعیم رحمہ اللہ (المتوفی 430):

اخْتُلِفَ فِي وَفَاتِهِ، فَقِيلَ: سَنَةَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقِيلَ: سَنَةَ ثَلَاثِينَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَهُوَ الصَّحِيحُ لِأَنَّ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ لَقِيَهُ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ[معرفة الصحابة لأبي نعيم1/ 214]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی 852) نے کہا:

صحح أبو نعيم أنه مات في خلافة عثمان بخبر ذكره عن زر بن حبيش أنه لقيه في خلافة عثمان[تهذيب التهذيب لابن حجر:3/ 180]۔

معلوم ہوا کہ عبدالعزیز بن رفیع نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہی نہیں۔

مشہور حنفی نیموی کہتے ہیں:

عبد العزيز بن رفيع لم يدرك أبي بن كعب[۳۹۷]۔

لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔

نیز یہ روایت منقطع ہونے کے ساتھ ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح روایت کے خلاف بھی کیونکہ متعدد صحیح روایات میں منقول ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے گیارہ رکعات پڑھاتے تھے، مثلا:

امام مالک رحمہ اللہ (المتوفی 179) نے کہا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ: وَقَدْ «كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ، حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ، وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ»[موطأ مالك : 1/ 115واسناده صحيح على شرط الشيخين ومن طريق مالك رواه النسائي فی السنن الکبری 3/ 113 رقم 4687 و الطحاوی فی شرح معاني الآثار 1/ 293 رقم1741 وابوبکر النيسابوری فی الفوائد (مخطوط) ص 16 رقم 18 ترقیم الشاملہ و البيهقي فی السنن الكبرى 2/ 496 رقم 4392 كلهم من طريق مالك به]۔

www.KitaboSunnat.com

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام سوسو آیتیں ایک رکعت میں پڑھتا تھا یہاں تک کہ ہم طویل قیام کی وجہ لکڑی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور فجر کے قریب ہی نماز سے فارغ ہوتے تھے۔

اسی طرح یہ روایت عہدی نبوی میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے بھی خلاف ہے جس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی ظاہر کی تھی، چنانچہ:

امام أبویعلی رحمہ اللہ (المتوفی 307) نے کہا:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ عِيسَى بْنِ جَارِيَةَ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ؟»، قَالَ: نِسْوَةٌ فِي دَارِي، قُلْنَ: إِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّي بِصَلَاتِكَ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ، قَالَ: فَكَانَ شِبْهُ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا[مسند أبي يعلى الموصلي :3/ 336 وقال الهيثمي:''رواه أبو يعلى والطبراني بنحوه في الأوسط وإسناده حسن'' ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد 2/ 74]۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ رات (یعنی رمضان کی رات) مجھ سے ایک چیز سرزد ہوئی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ کیا چیز ہے ہے؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے گھر میں خواتین نے مجھ سے کہا کہ ہم قران نہیں پڑھ سکتیں لہٰذا ہماری خواہش ہے کہ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے انہیں آٹھ رکعات تراویح جماعت سے پڑھائی پھر وتر پڑھایا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہ کی گویا اسے منظور فرمایا۔

معلوم ہوا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات تراویح ثابت نہیں بلکہ اس کے برعکس ان سے آٹھ رکعات تراویح کا ثبوت ملتا ہے، والحمدللہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں موقوف روایت

(عبدالرحمن بن أبی بکرۃ رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت)

امام ابن أبی الدنیا رحمہ اللہ (المتوفی 281) نے کہا:

حدثنا شجاع، ثنا هشيم، أنبا يونس، قال: «شهدت الناس قبل وقعة ابن الأشعث وهم في شهر رمضان، فكان يؤمهم عبد الرحمن بن أبي بكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسعيد بن أبي الحسن، ومروان العبدي، فكانوا يصلون بهم عشرين ركعة، ولا يقنتون إلا في النصف الثاني، وكانوا يختمون القرآن مرتين» وزاد المروزى: فإذا دخل العشر زادوا واحدة [فضائل رمضان لابن ابی الدنیا: ص: 53، قیام رمضان لمحمد بن نصر المروزي ص:21]۔

یونس بن عبید العبدی البصری کہتے ہیں کہ میں نے اشعث کے فتنہ سے قبل ماہ رمضان میں لوگوں دیکھا انہیں صحابی رسول عبدالرحمان بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ، سعید بن ابی الحسن اور مروان العبدی امامت کرواتے اور یہ انہیں بیس رکعات پڑھاتے تھے اور آدھے رمضان کے بعد ہی وتر پڑھتے تھے اور دو دفعہ قران ختم کرتے تھے۔ امام مروزی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آخری عشرہ آتا تھا تو چار رکعات مزید اضافہ کر لیتے۔

اولا:

ہماری نظر میں یہ روایت ضعیف ہے اور اس کی سند کے ساتھ مذکورہ متن کا الحاق کسی راوی کا وہم ہے اس کی دلیل یہ ہے عین اسی طریق سے دیگر اوثق لوگوں نے روایت کیا تو اس میں دیگر متن کا ذکر ہے، چنانچہ سب سے پہلے اس طریق پر غور کریں جو یوں ہے:

حدثنا شجاع، ثنا هشيم، أنبا يونس بن عبيد قال ــــــــــــــــــــ

اور عین اسی طریق سے اس روایت کو امام ابوداؤد جیسے ثقہ وثبت نے روایت کیا تو اس میں اسی طریق سے حسن بصری کی روایت یوں منقول ہے:

امام أبوداؤد رحمہ اللہ (المتوفی 275) نے کہا:

حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، «فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ أَبَقَ أُبَيٌّ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الَّذِي ذُكِرَ فِي الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَهَذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضَعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ» [سنن أبي داود: 1/454 رقم 1429]۔

ظن غالب یہی ہے کہ اس طریق کے ساتھ ابوداؤد رضی اللہ عنہ کی روایت ہی درست ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ عین اسی طریق سے امام ابن ابی الدنیا نے دوسرے مقام یوں نقل کیا:

حدثنا شجاع بن مخلد، قال: ثنا هشيم، قال منصور: أنبا الحسن، قال: كانوا يصلون عشرين ركعة، فإذا كانت العشر الأواخر زاد ترويحة شفعين [فضائل رمضان ص:56]۔

یہ روایت بھی شجاع ہی کے طریق سے ہے، صرف ھشیم کے استاذ کی جگہ یونس کے بجائے منصور کا ذکر ہے، غور کریں کہ مذکورہ طریق ہی سے یہ روایت بھی حسن بصری سے منقول ہے نیز اس روایت کے اخیر میں یہ صراحت ہے کہ:

فإذا كانت العشر الأواخر زاد ترويحة شفعين

یہ بالکل وہی الفاظ ہیں جو زیر بحث روایت میں بھی منقول ہیں جیسا کہ امام مروزی کے حوالہ سے شروع میں ہی درج کیا گیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فی الحقیقت زیر بحث روایت حسن بصری والی ہی روایت ہے جس میں کسی راوی کے وہم سے دوسری غیر معلوم السند روایت بھی ضم ہوگی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ سند گرچہ بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے مگر اس میں مخفی علت یہ ہے کہ اس کے متن میں راوی کے وہم کی وجہ سے دوسری روایت ضم ہوگئی ہے جس کی اصل سند نامعلوم ہے، اور اس روایت کے ساتھ جو سند ہے وہ حسن بصری کی روایت والی سند ہے جو کی منقطع ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شجاع بن مخلد کی متابعت کا جائزہ:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نے شجاع بن مخلد کی متابعت کی ہے جیسا کہ ابن عسا کر نے کہا:

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی 571) نے کہا:

أخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو محمد الجوهري أنا أبو عبد الله الحسين بن عمر بن عمران بن حبيش الضراب نا حامد بن محمد بن شعيب البلخي نا سريج بن يونس نا هشيم أنا يونس بن عبيد قال شهدت وقعة ابن الأشعث وهم يصلون في شهر رمضان وكان عبد الرحمن بن أبي بكرة صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وسعيد بن أبي الحسن وعمران العبدي فكانوا يصلون بهم عشرين ركعة ولا يقنتون إلا في النصف الثاني وكانوا يختمون القرآن مرتين [تاريخ مدينه دمشق 36/ 13، رجاله ثقات]۔

عرض ہے کہ یہ متابعت بجائے خود مختلف المتن ہے اس لئے کہ یہ جس طریق سے منقول ہے عین اسی طریق اسی روایت کو امام ابن الجوزی نے نقل کیا تو یہ متن نہ بیان کر کے حسن بصری کی روایت والا متن بیان کیا چنانچہ "التحقیق لابن الجوزی میں عین اسی طریق کے ساتھ یہ رویت یوں ہے:

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی 597) نے کہا:

أخبرنا به أبو المعمر أنبأنا محمد بن مرزوق أنبأنا أبو بكر أحمد بن علي أنبأنا أبو محمد الجوهري: ح وأنبأنا محمد بن عبد الملك عن الجوهري: أنبأنا الحسين بن عمر الضراب حدثنا حامد بن محمد بن شعيب حدثنا سريج بن يونس حدثنا هشيم أنبأنا يونس عن الحسن أن عمر بن الخطاب جمع الناس على أبي بن كعب فكان يصلي بهم عشرين ليلة من الشهر ولا يقنت بهم إلا في النصف الثاني فإذا كان العشر الأواخر تخلف فصلى في بيته [التحقيق في أحاديث الخلاف لابن الجوزى: 1/ 459 رجاله ثقات]۔

معلوم ہوا کہ اس طریق کے متن میں بھی وہی اختلاف ہے جو شجاع بن مخلد کے طریق میں ہے یعنی اس طریق سے بھی دونوں روایت نقل کی گئی ہیں، ایسی صورت میں مشکل یہ ہے کہ کی اس متابعت کو شجاع کے بیان کردہ کس متن کا متابع قرار دیں گے؟؟؟

ہم تو کہتے کہ اس متابعت کا بھی مختلف المتن ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ زیر بحث روایت کا متن صحیح طور سے ضبط نہیں کیا جا سکا ہے اور اس میں کسی دوسری روایت کے متن کی بھی آمیزش ہوگئی ہے، یادر ہے کہ یہ طریق صرف انہیں روایات میں معروف ہے اور اس سے دیگر دیگر روایات منقول نہیں ہوئی ہیں لہٰذا تعدد متن اور تعدد روایت کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ لازمی بات یہی ہے کہ اس طریق سے نقل ہونا متن ایک ہی ہے، اور ہماری نظر میں راجح بات یہ ہے کہ یہ متن حسن بصری والی روایت ہی کی متن ہے اور وجہ ترجیح وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ شجاع بن مخلد کے طریق سے اصل روایت وہی ہے جو ابوداؤد میں ہے یعنی حسن بصری کی روایت ہے اور یہ روایت ضعیف ہے نیز اس میں عشرین رکعہ کے بجائے عشرین لیلہ ہے۔

ثانیا:

یادر ہے کہ اگر اس روایت کو ثابت بھی مان لیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عبد الرحمان بن ابی بکر بیس رکعات سنت سمجھ کر پڑھ رہے تھے کیونکہ روایت میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے بلکہ امام مروزی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ سنت نہیں بلکہ مطلق نفل ہی کی نیت سے بیس رکعات پڑھتے تھے چنانچہ:

امام مروزی رحمہ اللہ (المتوفی 294) نے کہا:

يُونُسُ رَحِمَهُ اللَّهُ: «أَدْرَكْتُ مَسْجِدَ الْجَامِعِ قَبْلَ فِتْنَةِ ابْنِ الْأَشْعَثِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ, وَعِمْرَانُ الْعَبْدِيُّ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرَاوِيحَ, فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ زَادُوا وَاحِدَةً, وَيَقْنُتُونَ فِي النِّصْفِ الْآخِرِ, وَيَخْتِمُونَ الْقُرْآنَ مَرَّتَيْنِ [قيام رمضان لمحمد بن نصر المروزي ص:222]۔

اس روایت میں ہے کہ "فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ زَادُوا وَاحِدَةً" ہے یعنی آخری عشرہ میں ایک تروتح کا اور اضافہ کر لیتے تھے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ نفل سمجھ کی ہی پڑھتے تھے لہٰذا اگر اس روایت کو ثابت بھی مان لیا جائے تو اس سے بلا تعین آٹھ رکعات سے زائد تراویح پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم ثالث: مقطوع روایات

بعض لوگ بیس رکعات تراویح کی مسنونیت میں بعض تابعین اور بعض اہل علم کے اثار پیش کرتے ہیں۔

عرض ہے کہ تابعین اور بعد کے اہل علم کے اثار بالاتفاق حجت نہیں ہے، لہٰذا ان کی استنادی حالت پر بحث کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا نہ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے، اس کے برعکس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے آٹھ رکعات تراویح ہی ثابت ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ